رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللّٰہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس حاضر باشد یا بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل برمقاصد و مبادی، پس اتباعاً للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ متدرج بتدریج شہور ست

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۱۲	بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ	جلد ۵

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و تذکرست و رہبر مجلس وناوی و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی، بصورت ترجمہ رسالہ الانوار المحمدی و تسہیل المواعظ و حل انتباہات و کلید مثنوی و تشرف و حیوۃ المسلمین و ملفوظات و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آن مستفادست از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی، باہتمام محمد عثمان عفی عنہ ممی و رہبر راہ اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بزندگی نور بر صدق رسید گردد

اسم ہذا التتبع العام ماخوذ من حدیث قبض بسینا کتاب العدو قضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ہجری

جو برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

مقاصد وضوابط رسالہ "الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ معہ محصولڈاک علاوہ اُن حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے۔ اور وی۔پی۔ کی صورت میں لمر خرچ رجسٹری فیس منی آڈر اضافہ کرکے عہ۱۲ کا ویلیو روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر کی قیمت معہ محصول پانچ شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں۔ مگر اُن کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے بجائے عہ کے معہ محصول (ملے) علاوہ محصول مقرر ہے

الراقم

محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں دہلی

کی ہے جو ایسے غنی کو قرض دے جو مفلس نہیں اور پورا پورا دینے والا ہے کسی پر ظلم کرنے والا نہیں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن میں افطار کے وقت ایسے ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں جو جہنم میں داخل کئے جانیکے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اسمیں اللہ تعالیٰ تمام رمضان کے آزاد بندوں کے برابر مخلوق کو آزاد کرتے ہیں۔ اور جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ (زمین پر اترو) تو وہ فرشتوں کا ایک لشکر لیکر اترتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا بھی ہوتا ہے جسکو خانۂ کعبہ کی چھت پر گاڑ دیتے ہیں جس کے سو بازو ہیں۔ ان میں سے دو بازو صرف اسی رات میں کھولے جاتے ہیں جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں اس کے بعد جبریل علیہ السلام ملائکہ کو تاکید کرتے ہیں کہ اس رات میں جو مسلمان کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو اور ذکر کر رہا ہو اسکو سلام کریں اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعا پر آمین کہیں صبح تک ایسا ہی کرتے رہیں اس کے بعد جب صبح ہو جاتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کو پکارتے ہیں کہ اے جماعت ملائکہ اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اے جبریل اللہ تعالیٰ نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مؤمنین کی حاجات و مقاصد کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا جبریل جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات اُن پر (رحمت کی) نظر فرمائی اور چار شخصوں کے سوا سب کو معاف کر دیا (صحابی کہتے ہیں کہ) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ چار کون ہیں فرمایا (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) اور والدین کی نافرمانی کرنیوالا (۳) اور قطع رحم کرنے والا (۴) اور دشمنی کینہ رکھنے والا (یعنی جو دشمنی یا کینہ کی وجہ سے کسی مسلمان سے تعلق قطع کردے اور مراد دنیاوی دشمنی ہے اور اگر دین کیوجہ سے قطع تعلق کیا جاوے تو وہ اسمیں داخل نہیں) پھر عید الفطر کی رات آتی ہے تو اس کو (عالم بالا میں) لیلۃ الجائزۃ (انعام کی رات) کہہ کر پکارا جاتا ہے اور عید الفطر کی صبحکو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں چنانچہ وہ زمین پر اتر کر تمام راستوں کے سرے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی بلند آواز سے جسکو تمام مخلوق سنتی ہے بجز جن وانسان کے پکار کر کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اکریم پروردگار کی (بارگاہ کی

۱۴۴

ٰ مراد عیدگاہ ہے ۱۲

طرف چلو جو بہت دیتا ہے اور بڑے سے بڑے جرم کو بخشدیتا ہے پھر جب مسلمان عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ عزوجل ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ بتلاؤ جس مزدور نے اپنا کام کرلیا ہو اسکی جزا کیا ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود اے ہمارے آقا! اس کی جزا یہ ہے کہ اسکو پورا پورا عوض دیا جائے۔ اسپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور اس مہینہ کی راتوں کی نمازوں کے بدلہ میں (مراد تراویح ہے) اپنی رضامندی اور مغفرت عطا کردی ہے نیز (مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوکر) فرماتے ہیں کہ میرے بندو! مجھ سے مانگو قسم ہے میرے عزت وجلال کی کہ آج تم اپنے واسطے عالم آخرت میں جمع کرنے کے لیے جو کچھ مانگوگے میں تمکو ضرور دوں گا اور دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے اسمیں (تمہاری مصلحت پر) نظر کروں گا مجھے میری عزت کی قسم ہے کہ جب تک تم میرا خیال کرتے رہوگے میں تمہاری لغزشوں کو چھپاتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم میں تمکو مجرموں (اور کافروں) کے درمیان رسوا اور فضیحت نکروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے (اپنے گھر کو) لوٹ جاؤ تمنے مجکو راضی کردیا۔ اور میں تم سے راضی ہوگیا فرشتے اللہ تعالیٰ کی اس عطا کو دیکھ کر جو وہ اس امت کو رمضان کے روزے ختم کرنے پر عطا فرماتے ہیں بہت خوشیاں مناتے ہیں۔ اسکو ابوالشیخ بن حبان نے کتاب الثواب میں اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے اور یہ الفاظ انہی کے ہیں اور اسکی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہوچکا ہو۔ **ف** بیہقی رحمہ اللہ نے اس کا التزام کیا ہے کہ اپنی تصانیف میں احادیث موضوعہ کو داخل نہیں کرتے اس لیے جس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہو اس کے متعلق یہ اطمینان ہے کہ موضوع نہیں صرح بہ السیوطی فی اللآلی المصنوعۃ واللہ ریب **ف** اس حدیث میں یہ جملہ قابل دید ہے لا تسئلونی الیوم شیئا فی جمعکم لآخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم (آج تم اپنے واسطے عالم آخرت میں جمع کرنے کے لیے جو کچھ مانگوگے میں تمکو ضرور دوں گا اور دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے اس میں (تمہاری مصلحت پر) نظر کروں گا) اس سے

معلوم ہوا کہ دعا قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ مانگا جائے وہی مل جاوے۔ بلکہ
اجابتِ دعا کے دو درجے ہیں ایک یہ کہ درخواست لیلی جاوے۔ دوسری یہ کہ
درخواست کے موافق عملدرآمد کر دیا جاوے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے مقدمہ
کی اپیل کی جاتی ہے تو اپیل منظور ہونے کے دو درجے ہیں ایک یہہ کہ جج نے
مقدمہ کو لے لیا یہ بھی ایک قسم کی منظوری ہے کہ اپیل منظور ہو کر مقدمہ لے لیا گیا۔
بڑا ناکام ہے وہ شخص جس کا اپیل پہلی ہی پیشی میں رد ہو جائے۔ دوسرا درجہ منظوری کا
یہ ہے کہ مقدمہ اپیل دائر کرنے والے کے موافق طے ہو جاوے۔ آجکل بعض لوگوں نے
اجابت و قبول کا صرف ایک ہی درجہ سمجھ رکھا ہے کہ درخواست کے موافق عملدرآمد
ہو جائے یہ ان کی غلطی ہے اور اس غلطی کی وجہ سے بہت لوگوں کو یہ دھوکا ہو گیا
ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ارشاد ادعونی استجب لکم پر
شبہہ ہونے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو وعدہ فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو دعا کرو میں قبول
کروں گا اور ہم اتنے دنوں سے دعا کر رہے ہیں وہ قبول نہیں ہوتی۔ جو ذرا نیک ہیں
وہ یوں دل کو سمجھا لیتے ہیں کہ یہ وعدہ حقیقی دعا کے لیے ہے جو تمام شرائط کو جامع ہے
ہماری دعا تو ناقص اور برائے نام ہے اس کے لیے اجابت کا وعدہ نہیں یہ جواب
بھی ایک درجہ میں صحیح ہے مگر اس جواب سے دعا کے لیے ہمت نہیں بڑھتی حقیقی جواب
وہ ہے جسکی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ دنیا کے لئے جو کچھ دعا کیجاتی ہے
اس کے قبول ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جائے گا۔ بلکہ اس کے
قبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ تمھاری درخواست کو لے لیا جائے گا اور تمھاری مصلحت پر
نظر کر کے جو کچھ مناسب ہوگا عطا کر دیا جائے گا۔ اور یہہ اجابت کا پہلا درجہ ہے
جو ہر دعا پر ضرور مرتب ہوتا ہے اسمیں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ادعونی
استجب لکم میں اجابت کے اس درجہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ رہا یہہ کہ جو مانگا جائے وہی
مل جائے اس کا حتمی وعدہ نہیں ہے بلکہ یہ حکمت و مشیت پر موقوف ہے اگر درخواست
کا پورا کرنا حکمت کے خلاف نہوا تو پوری کر دی جاتی ہے ورنہ اس کے عوض کوئی

اور نعمت دنیا میں عطا کردی جاتی یا آخرت میں نیکیاں جمع کردی جاتی ہیں اور یہ بھی
اللہ تعالیٰ کی غایت رحمت ہے کہ جس دعا کا پورا کرنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے اُسکو
بالکل رد نہیں فرماتے بلکہ اُس کے عوض کوئی دوسری نعمت عطا فرمادیتے ہیں ورنہ
سلاطین دنیا کا قاعدہ یہ ہے کہ جس درخواست کا پورا کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے
اُسکو ردی میں ڈالدیتے ہیں۔ دوسری رحمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے پورا کرنے
یا نکرنے میں صرف بندہ کی مصلحت پر نظر فرماتے ہیں خود اُن کی کچھہ مصلحت نہیں
ہوتی اور ظاہر ہے کہ جس درخواست کا پورا کرنا درخواست کرنے والے کے لیے
مناسب نہو اُس کا پورا نکرنا ہی کامیابی ہے خصوصاً جبکہ اُس کے عوض دوسری بھی
شے بندہ کے مناسب حال عطا کردی جائے پس دعا کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ بعض
دفعہ قبول نہیں ہوتی غلط خیال ہے جو شیطانی دہوکا ہے جس کے ذریعہ سے شیطان
نے مسلمانوں کو دعا سے روک رکہا ہے۔ اور ایک فائدہ دعا میں ایسا ہے جس سے
کسیوقت بہی دعا خالی نہیں ہوتی وہ یہ کہ دعا کے بعد دلکو اطمینان اور قوت حاصل
ہوتی ہے پریشانی اور بےچینی اُسیوقت کم ہوجاتی اور ایک خاص سکون پیدا ہوجاتی
ہے بشرطیکہ دعا دل سے ہو محض آموختہ سا نہ پڑھا جائے۔ دوسرے یہ کہ دعا سے
بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھہ ایک خاص تعلق قرب محسوس ہوتا ہے کیونکہ دعا میں
بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتیں کرتا ہے اُن کی جناب میں عرض و معروض کرتا ہے
اسوقت اُسکو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھہ سے قریب ہیں اور میں اللہ تعالےٰ
سے قریب ہوں اور چونکہ اس کا وعدہ ہے کہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ خواہ
پہلے درجہ میں ہو یا دوسرے درجہ میں ہو اس لیے دعا سے اللہ تعالیٰ کا قرب ضرور
ہوتا ہے اور اُسی قرب کا یہ اثر ہے کہ دلکو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور عشاق
کے نزدیک تو یہی دولت بڑی دولت ہے کہ محبوب کے ساتھہ باتیں کرنے کا موقع
مل جائے اور محبوب راضی ہو جائے ؎

از دعا نبود مراد عاشقاں ‌‌‌‌‌‌‌ جز سخن گفتن بآن جانِ جہاں

(باقی آئندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا بارھواں وعظ

مسمّٰی بہ

اتباعِ نفس کی بُرائی

منتخب از وعظ دہم دعوات عبدیت حصہ اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

خطبہ ماثورہ
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الۡہَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا یَوۡمَ الۡحِسَابِ ؓ

(ترجمہ) اے داؤد (علیہ السلام) بیشک ہمنے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تم لوگوں کے درمیان حق کیساتھ فیصلہ کرو اور نفس کی خواہش کی پیروی مت کرو کہ یہ تم کو اللہ کے راستہ سے بے راہ کردیگی۔ بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے گم ہو گئے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہوگا۔ اس سبب سے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے ہیں۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں:۔

(۱) اس آیت میں اگرچہ داؤد علیہ السلام کو کہا گیا ہے کہ آپ نفس کی خواہش کی

پیروی مت کیجئے لیکن یہ حکم سب کو شامل ہے کچھ داؤد علیہ السلام ہی کے لیئے خاص نہیں
ہے بلکہ داؤد علیہ السلام کو حکم کرنے سے اسبات کی اور تاکید ہوگئی کہ یہ حکم سب کے لیے
ہے اس لیے کہ جب بڑوں کو کسی بات کا حکم کیا جاتا ہے اور باوجود اُن کی بڑائی کے
اُس کے خلاف کرنے پر اُن کو عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے تو چھوٹے بھی اُس حکم میں
ضرور آجاتے ہیں جیسے حکیم اگر کسی تندرست مضبوط آدمی کو کہے کہ فلانی چیز نہ کھاؤ
تم کو نقصان دے گی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ جب اس چیز سے پرہیز
کرنے کی تندرست مضبوط آدمی کو ضرورت ہے تو کمزور بیمار کو کیسے ضرورت نہوگی
اسی طرح سے یہاں داؤد علیہ السلام کو حکم ہے گویا مطلب یہ ہے کہ جب داؤد علیہ
السلام کو باوجود نبی ہونے کے یہ حکم ہے تو اوروں کو تو ضرور اس حکم کی پابندی کرنا
چاہیئے اور اس حکم کو نبوت کے ساتھ کچھ خصوصیت بھی نہیں ہے جس سے یہ شبہ
ہو کہ یہ حکم نبی کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ حکم جو داؤد علیہ السلام کو اس آیت میں
کیا گیا ہے یہ ہے کہ اپنی جی چاہی بات پر عمل نہ کرو اب ظاہر ہے کہ داؤد علیہ السلام　۲
پیغمبر ہیں اور پیغمبر بھی صاحب کتاب کہ خدا کی کتاب زبور شریف اُن پر اتری ہے
اور نبی جتنے بھی ہیں سب پاکیزہ نفس ہوتے ہیں اور اُن کے اخلاق اور خواہشیں پاک
صاف ہوتی ہیں خاصکر جو نبی صاحب کتاب ہیں اُن کے تو کیا ہی کہنے۔ جب باوجود
اس کے اُن کو نفس کی خواہش کی پیروی سے منع کیا گیا ہے حالانکہ اُن کا نفس بالکل
پاک صاف ہے اور اگر اس میں خواہش بھی ہوگی تو بری نہ ہوگی تو ہم جو کہ سر سے
پیر تک گندہ ہی گندہ ہیں ہم اگر نفس کی خواہش پر چلیں گے تو بالکل ہی ہلاک ہوجائیں
گے خدا بچائے رکھے۔

(۳) اور آج اس مضمون کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مضمون وہ بیان کرنا چاہیے
جسکی ضرورت ہو اور یوں تو ہر حکم کی ہر وقت ہم کو ضرورت ہے لیکن آدمیوں کی حالت
اور زمانے کے بدلنے سے بعض حکم زیادہ ضروری ہوجاتے ہیں جیسے اگر حکیم بیمار کو ایسے
وقت میں جب کہ موسم آموں کا نہ ہو یہ کہے کہ دیکھو ترش آم نہ کھانا تو یہ منع کرنا فی نفسہ

و ضروری ہے لیکن اسوقت اسکی ممانعت کرنا بالکل بیکار ہے اسوقت تو اُس چیز سے منع کرنا چاہیئے جو موجود ہو۔ اسیطرح نصیحت کرنے والے کا حق یہ ہے کہ جو مرض اسوقت ہے اوسی کی اصلاح کرے اور اگر کئی مرض ہوں تو جو ان میں زیادہ سخت ہو اُس کی پہلے خبر لے۔ مجکو اسی قاعدہ کیوجہ سے اُس مضمون کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوا کرتا ہے جو اس وقت ضروری ہو۔ اسوقت مجکو یہ خیال ہوا کہ نفسانی خواہش کی پیروی ایسا مرض ہے جس میں عام طور پر آجکل لوگ مبتلا ہیں اور یہ اصل ہے تمام مرضوں کی پھر اس مرض میں جاہل اور عالم سب مبتلا ہیں بلکہ عالموں میں جو اللہ والے اور دوسروں کو ہدایت کرنے والے ہیں وہ بھی اس سے بچے ہوئے نہیں اگر ہم اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں تو اپنے اندر شریعت کی پابندی بہت کم پائیں گے زیادہ حصہ نفسانی خواہش کی پابندی ہی کا نظر آوے گا۔ کیونکہ جن کاموں میں ہم شریعت پر چلتے ہیں اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ انکی اصلی وجہ نفسانی خواہش ہوتی ہے شریعت کی پیروی مقصود نہیں ہوتی ہے شریعت کی پیروی تو صرف حیلہ اور بہانہ ہے اور یہ مرض عوام کے اندر اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور عالموں میں اور رنگ ہیں۔ عوام میں جو دنیا دار کہلاتے ہیں وہ تو آزاد ہو کر نفسانی خواہشوں کو گناہوں کی صورت میں پورا کرتے ہیں مگر جو پرہیزگار دیندار کہلاتے ہیں وہ دین کی صورت میں نفسانی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں چنانچہ مولویوں کے پاس جاکر کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جسمیں یہ کام اس طرح ہو جاوے کیوں صاحب تم سے اپنی حالت کو شریعت کے حکم کے تابع نہیں بنایا جاتا شریعت کے حکم کو چاہتے ہو کہ تمہارے تابع ہو جاوے اسکی کوشش ہوتی ہے کہ مولوی صاحب کوئی فتوے ہمارے موافق کہیں سے نکالدیں۔ کچھہ دن ہوئے کہ ایک شخص میرے پاس آئے اور کہا کہ دودھ شریک بھائی بہن کا آپس میں نکاح ہو گیا ہے اور نکاح کے وقت خبر نہ تھی بعد نکاح کے معلوم ہوا اب کیا کیا جاوے میں نے کہا کہ ان دونوں میں جدائی کرادو یہ حکم سُنکر وہ شخص سہم ہی تو گیا اور کہنے لگا صاحب اس میں تو بڑی بدنامی ہے کسقدر افسوس کی بات ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کیسا تھ مسلمانوں کی یہ حالت ہو کہ یہ فرمائش

۳

کیجاوے کہ ہمارے موافق مسئلہ مل جاوے میں نے اِن سے کہا کہ بھائی اس میں تو نیکنامی
ہوگی کہ بڑے اچھے آدمی ہیں کہ ان سے ایک غلطی ہوگئی تھی جب حق بات معلوم ہوئی تو
حق کو اختیار کرلیا اور بدنامی تو اب ہو رہی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی بہن دونوں
جمع ہو رہے ہیں۔ اور یہ جواب تو احسان کے طور پر تھا ورنہ اصلی جواب تو یہ ہے کہ بلا سے
بدنامی ہو ہونے دو اگر ایسا ہی بدنامی کا خوف ہمارے بزرگوں کو ہوتا تو آج ہم مسلمان ہوتے
مگر ہمارے بزرگوں نے اسلام لانے میں کیسی کیسی مصیبتیں اور بدنامیاں اٹھائی ہیں کیونکہ جب
کوئی باطل مذہب کو چھوڑتا ہے تو باطل مذہب والے اُس پر ایسی ہی ملامت کرتے ہیں جیسے
حق کو چھوڑتے وقت حق مذہب والے ملامت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ باطل مذہب
پر ہیں وہ اپنے بیہودہ گمان میں اپنے مذہب کو حق اور عمدہ سمجھتے ہیں میں ایک مرتبہ
موضع سونتہ[۱] میں گیا وہاں ایک بوڑھے چمار کو دیکھا کہ بہت پاک صاف ستھرا رہتا ہے
اور رات کو اٹھکر رام رام ہی کرتا ہے اور معلوم ہوا کہ اِس کے اولاد وغیرہ بھی کچھ نہیں
میں نے اُس سے کہلا کر بھیجا کہ تو مسلمان ہو جا اُس نے کہا کہ میں اپنے لوگوں سے صلاح
کرکے جواب دوں گا۔ صلاح کرکے اوس نے جواب دیا کہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ بڑھاپے
میں کیوں ایمان کھوتا ہے غرض کافر بھی اپنے کو ایماندار سمجھتا ہے اس لیے وہ اپنے
مذہب کو چھوڑنے والے پر ملامت کرتے ہیں تو میں نے اُن صاحب سے کہا جو اپنے
موافق مسئلہ کی فرمائش کرتے تھے کہ جناب اگر سب کے سب آپ جیسے ہوتے اور حق کے
اختیار کرنے میں بدنامی سے ڈرتے تو اوسوقت آپ بھی کافر ہوتے۔ مسلمان کو تو
ملامت کی کچھ پروا نہ کرنی چاہیئے بلکہ جو حق کی طلب میں ہو اسکو تو ملامت میں اور
زیادہ مزہ آتا ہے اور ملامت میں ایک عجیب خوبی یہ ہے کہ آدمی اس سے دین میں
پکا ہو جاتا ہے۔ جبتک ملامت نہو کچا رہتا ہے وجہ یہ ہے کہ جب چاروں طرف
سے ملامت کی بوچھاڑ پڑنے لگتی ہے تو طبیعت کا خاصہ ہے کہ اُسکو اپنی بات پر
اور ضد ہو جاتی ہے اور اسکو اپنے کام پر ہٹ ہو جاتی ہے اور اس سے اپنے کام میں

ایک چمار کی حکایت

دین کے بارہ میں ملامت سے آدمی پکا ہو جاتا ہے

۱؎ جو تھانہ بھون سے دو کوس پر ایک گاؤں ہے ۱۲ منہ

اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص نے شادی میں کوئی رسم نہیں
کی اسپر لوگوں نے ملامت شروع کی تو یہ شخص رسموں کے چھوڑنے میں اور پکا ہو جاوے گا
یہاں سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے کوئی چیز خواہ کسی قسم کی ہو بے حکمت پیدا نہیں فرمائی
دیکھئے ملامت ظاہر میں تکلیف دینے والی چیز معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس میں یہ نفع
نکلا کہ اوس سے دین کو مضبوطی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح طبیعت میں جسقدر کیفیتیں رکھی
گئی ہیں کنجوسی اور غصہ وغیرہ سب نفع کی چیز ہیں ہمارے حضرت حاجی صاحب فرماتے
تھے کہ کنجوسی اور بزدلی بھی ہر جگہ بُری نہیں ہیں بلکہ کبھی اچھی بھی ہیں جب کہ ان سے
اچھی جگہ کام لیں جیسے کوئی مانگنے والا آیا کہ مجھے سو روپے دیدیجئے شادی میں ناچ کراؤنگا
سو یہاں کنجوسی ہی بہتر ہے اسی طرح غصہ کو سمجھو کہ جب تک نفس کی اصلاح نہوئی تھی مسلمانوں
پر غصہ آیا کرتا تھا بعد اصلاح کے اپنے نفس اور شیطان اور کافروں پر غصہ آنے لگا یعنی
غصہ کی جگہ بدل گئی اور یاد رکھو اصلاح کے بعد اخلاق نہیں بدلتے بلکہ اخلاق اُسی طرح باقی
رہتے ہیں۔ صرف اُن کے برتنے کی جگہ بدل جاتی ہے کہ پہلے بے موقع اُن سے کام
لیتے تھے اب موقع پر کام لیتے ہیں اسی طرح انسان کے اندر ایک چیز ضد اور ہٹ
بھی ہے کہ وہ بھی نفع کی چیز ہے اگر اپنے موقع میں ہو جیسا کہ پہلی مثال میں بیان ہوا کہ ضد
سے رسموں کے چھوڑنے میں اور پکا ہو گیا ہاں اگر اس سے بری جگہ کام لیا جاوے تو یہ
ضد دوزخ لیجانیوالی ہے عرب کے کافروں کو ضد ہی ہو گئی تھی حالانکہ حق انپر ظاہر ہو گیا
تھا چنانچہ ایک شخص نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ میں ایمان تو لے آتا لیکن
قریش کی بڑھیاں کہیں گی کہ دوزخ سے ڈر گیا بہادری میں فرق آجائے گا چنانچہ اسی حال میں
مر گیا آپ کو بہت رنج ہوا اسپر یہ آیت اُتری کہ آپ جسکو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے
لیکن اللہ جسکو چاہے ہدایت کرتا ہے تو بموقع ضد ایسی بری ہے اور اگر حق پر ملامت
ہونے سے ضد بڑھ جائے تو وہ اچھی ہے خلاصہ یہ کہ اللہ کے بندوں نے تو ملامت اپنے
سر پر لی ہے اور نفسانی خواہش کے مقابلہ میں حق کو اختیار کیا ہے۔ غرض یہ اچھی طرح ثابت ہو گیا
کہ نفسانی خواہش کی پیروی بہت بری چیز ہے اب یہ بات رہی کہ پیروی کس چیز کی کرنی چاہئے

۵

سواس کے قابل سوائے وحی کے اور کچھ نہیں اسلئے کہ طبیعت تو اس قابل ہے نہیں کہ اس کی
پیروی کیجاوے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ کہ نبیوں کو بھی نفسانی خواہش کی پیروی سے منع
کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی کی نفسانی خواہش پیروی کے قابل نہیں۔
رہی عقل سو ظاہر ہے کہ عقلوں میں خود اختلاف ہے ایک عقلمند کی کچھ رائے ہے
تو دوسرا اُس کے خلاف ہے تو آخر کس کی عقل کو صحیح مانا جائے پھر کسکو لیا جاوے اور دوسرے
یہ کہ خود عقل پر اکثر طبیعت اور رسموں کا غلبہ ہو جاتا ہے جس سے عقل اِس کام کی نہیں رہتی
کہ اچھے بُرے میں تمیز کر سکے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر رسم و رواج کے غلبہ سے عقلمند بلکہ بڑے
بڑے مولوی بھی بیوقوفی کا کام کرنے لگتے ہیں جیسے جب بیاہ لکھا آتا ہے تو نائی کے سامنے
شکرانہ بنا کر رکھتے ہیں اور کہانے کے بعد جوڑے کے ساتھ اُس کے سامنے بہت سے
روپے خوان میں ڈالتے ہیں اور وہ اسمیں سے ایک دو اٹھا لیتا ہے باقی پھیر دیتا ہے
سب جانتے ہیں کہ واقع میں اسکو اتنی بڑی رقم دینا منظور نہیں مگر پھر بھی اُس کے سامنے
اتنے بہت سے روپے نہ معلوم کس غرض سے رکھے جاتے ہیں اِس میں تو نام بھی نہیں اسلئے
کہ یہ سب جانتے ہیں کہ دینا منظور نہیں پھر کیا نام ہوا۔ یہ تو نرا لڑکوں کا کھیل اور بالکل
بیہودہ حرکت ہے مگر بڑے بڑے عقلمند جو دوسروں کو عقل سکھاتے ہیں وہ بھی اسمیں
بتلا ہیں اِس سے معلوم ہوا کہ عقلوں پر بھی رسمیں غالب ہو جاتی ہیں۔ پس ہماری عقل بھی
اس قابل نہیں کہ اسکی پیروی کی جاوے۔ اور وحی ان تمام نقصان سے پاک ہے پس
ثابت ہو گیا کہ پیروی کے لائق صرف وحی ہے لیکن یہ بھی جب ہے کہ وحی میں الٹ پھیر
کر کے اسکو نفسانی خواہش کے موافق نہ بنا لیا ہو ورنہ اُس کی پیروی ہرگز جائز نہیں
جیسا آجکل اکثر عوام اور پڑھے لکھے پیروی تو کرتے ہیں نفسانی خواہش کی اور وحی کو
صرف آڑ بنا لیتے ہیں سو یہ کتنا بڑا حیلہ و فریب ہے اِس سے صرف اتنا تو نفع ہو جاتا ہے
کہ خلق کے اعتراض سے بچ جاتے ہیں۔ مگر اللہ تو ظاہر اور باطن کا جاننے والا ہے اُس سے
کیسے بچیں گے خدا تعالیٰ کے ساتھ تو دہوکا نہ کرنا چاہیئے اور اُن کے حکموں کی سچی پیروی

۱؎ خدا کا پیام جو نبیوں کے پاس آتا ہے اُس کا نام وحی ہے ۱۲

کرنی چاہیئے اوسمیں نیکنامی اور بدنامی کی کچھہ پروا نہ کرنی چاہیئے۔ کسی نے خوب کہا ہے **شعر**

عاشق بدنام کو پروائے ننگ و نام کیا　　خود ہی جو ناکام ہو اسکو کسی سے کام کیا

آجکل یہ کیفیت ہے کہ دین پر بھی عمل اسوقت کریں گے جب وہ حکم اپنی خواہش کے خلاف نہ ہو اور نہ اسمیں کچھہ حرج ہو اور نہ کسی دنیا کی مصلحت کے خلاف ہو اور اسپہ بھی دینداری کا دعویٰ ہے چنانچہ میں نے جن صاحب کا پہلے ذکر کیا ہے انہوں نے بھی یہی کہا کہ کوئی مسئلہ ایسا نکالدو کہ جس میں یہ عورت حلال ہو جاوے میں نے کہا کہ دیوانہ ہوئے ہو میں حرام کو حلال کہدینے والا کون ہوتا ہوں اور اگر کہہ بھی دیا تو اس سے حلال تو نہیں ہو جاوے گی جب تک شرع سے حلال نہو۔ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ فلاں مرد و عورت کا آپس میں یہ رشتہ ہے ان میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں ہو سکتا اسپر وہ کیا کہتا ہے کہ ہم نے تو کیا تہا ہو گیا تہا تو وہ بیوقوف نکاح نہ ہونے کا مطلب یہ سمجھے کہ زبان سے نکاح کی بات چیت نہ نکل سکتی ہوگی اسیواسطے وہ کہتے ہیں کہ ہمنے تو کیا تہا اور ہو گیا تہا یعنے منہ بند نہیں ہو گیا تہا اسی طرح یہ شخص بھی اُس دودھ شریک بہائی بہن کو حلال کرانا چاہتا تہا جب انہوں نے مجھسے صاف جواب سنا تو اب اسکی فکر ہوئی کہ باتیں بنا کر کسی طرح کام نکالنا چاہیئے تو فرمانے لگے کہ اُس لڑکی نے دودھ پیا تو تہا مگر تہوڑا سا پیا تہا وہ عقلمند یہ سمجھے کہ بہت سا پینے سے نکاح حرام ہوتا ہوگا تہوڑا پینے میں کیا حرج ہے میں نے کہا کہ جناب ایک قطرہ پینے میں بھی نکاح حرام ہو جاوے گا اسپر فرمانے لگے کہ جی جو کچھہ پیا تہا وہ بھی قے ہو گیا تہا اندر نہیں رہا وہ یہ سمجھے کہ بس دودھ نکلنے کے ساتہ حرام ہونیکا بھی حکم جاتا رہا میں نے کہا بہائی حلق کے نیچے اُترتے ہی نکاح حرام ہو گیا اور حرام ہو جانے کے بعد حلال نہیں ہو سکتا اسپر وہ نا امید ہو کر چلے گئے اور دہلی پہونچے غیر مقلدوں سے جا کر مسئلہ پوچھا غیر مقلدوں کا چونکہ یہ مذہب ہے کہ پانچ گہونٹ سے کم میں نکاح حرام نہیں ہوتا اور یہی مذہب امام شافعی صاحب کا بھی ہے اِس لیے اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ اگر اوس لڑکی نے پانچ گہونٹ پیے ہیں تو نکاح حرام ہے اور اگر اس سے کم

آجکل دین پر اسوقت عمل کرتے ہیں جب کہ اپنی خواہش کے خلاف نہ ہو

۷

پئے ہیں تو حرام نہیں اِس شخص نے جو یہ جواب سُنا فوراً ایک سوال اِسی قید کے ساتھ تیار کیا کہ ایک لڑکی نے پانچ گھونٹ سے کم دودھ پیا ہے اِس سے دودھ شریک بھائی کے ساتھ نکاح حرام ہوا یا نہیں۔ اِن میں سے کسی نے جواب لکھ دیا کہ اِس صورت میں نکاح حرام نہیں ہوگا۔ پس آپ خوش خوش گئے اور بھائی بہن کو اُسی حالت میں جمع رکھا۔ دیکھئے اِس مسئلہ میں اِن حضرات نے کسقدر اپنے نفس کی پیروی کی ہے جیسا کہ اُسکی بات چیت سے انکے ظاہر ہے۔ پھر یہ بھی امید نہیں کہ امام شافعی کے مذہب پر یہ نکاح جائز ہوا ہو اِس لیے کہ بچپن کے دودھ پینے کیوقت کسے خیال تھا کہ ایسا واقعہ ہوگا تو کس نے گنا تھا کہ اوس نے پانچ گھونٹ پیے ہیں یا کم۔ دوسرے یہ شخص امام ابوحنیفہ کے مذہب پر تھا اور پہلے سے اِس کا عقیدہ وہی تھا جو امام حنیفہ صاحب کا مذہب ہے یہ عقیدہ نہ تھا جس پر اُسنے عمل کیا۔ اگر پہلے سے امام شافعی صاحب کے مذہب پر ہوتا تو اوس فتوے پر عمل کرنا مضائقہ نہ تھا اب تو کھُلی نفس کی پیروی ہے جب کہ امام شافعی صاحب کے مسئلہ سے اپنا کام نکلتے دیکھا تو اُسے لے لیا۔

اِسی طرح لوگ ہم سے فرائض نکلواتے ہیں اور بعضے اول ہی پوچھ لیتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ حصہ ہے یا نہیں اگر کچھ حصہ ہوا تو مسئلہ نکلواتے ہیں اور اگر نہ ہوا تو چلدیتے ہیں اور بعضے اِس امید پر مسئلہ نکلواتے ہیں کہ شاید ہمارا بھی کچھ حصہ ہو مگر جب اون کو مسئلہ نکال کر سنایا جاتا ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا اِس میں کچھ نہیں ہے تو بہت بددل ہوتے ہیں اور بعض وقت فرائض بھی مسئلہ نکالنے والے ہی کے پاس چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ نکالنے والے کا جی بُرا ہوگا اوسکی خاطر ہی سے لیجاویں ایک شخص میرے پاس ایک فرائض لائے اور پوچھا کہ میرا کتنا حصہ ہے میں نے بتلادیا کہ اسقدر ہے اُن کو وہ بہت کم معلوم ہوا کہنے لگے کہ میرا حصہ کیوں گھٹ گیا میں نے کہا کہ فلانے حصہ دار کیوجہ سے کم ہوگیا اگر وہ نہ ہوتا تو تمکو زیادہ ملتا تو کہنے لگے کہ جناب پھر اُسکو نہ لکھیے اور اکثر فرائض وہی شخص پوچھتا ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہو۔ اور قبضہ کرنا چاہتا ہو اور جس کا قبضہ ہوتا ہے وہ کبھی فرائض نہیں نکلواتا کیونکہ جانتا ہے

(باقی آیندہ)

خرچ نوزدہم

آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اسکے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو (ع ۱) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم (حساب کی جگہ سے) نہ ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا اور (ان پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ) اسکے مال کے متعلق بھی (سوال ہوگا) کہ کہاں سے کمایا (یعنی حلال سے یا حرام سے) اور کاہے میں خرچ کیا الخ (ترمذی) ف تفصیل اسکی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسیکا حق دبا لینا جیسے کسیکی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعوی کرنا یا کسیکا قرض مار لینا یا کسیکا حصہ میراث کا نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے یا اسکے کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ نماز کی پرواہ نہ رہے یا آخرت کو بھولجاوے یا زکوۃ و حج ادا کرنے یا دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسیطرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے گناہ کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کیلئے خرچ کرنا یا محض نفس کے خوش کرنیکو ضرورت سے زیادہ کھانے کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا جوڑے کے کھیل کھلونوں میں خرچ کرنا سو ان سب احتیاطوں کے ساتھ اگر مال کماوے یا جمع کرے کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہو اور انکے کھانے پینے یا انکو دین سکھلانے میں روپیہ کی حاجت ہو یا دین کی حفاظت میں روپیہ کی ضرورت ہے جیسے علم دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوں کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں خاصکر جب دشمنان دین ان چیزوں کے مٹانے کیلئے روپیہ خرچ کرتے ہوں اور حالات ایسے ہوں کہ روپیہ کا مقابلہ روپیہ ہی سے ہو سکتا ہو جیسا اللہ تعالی نے ایسے موقع کیلئے پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا ہے (سورہ توبہ) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص خاص وجہ کی ثواب کا اور ان گھوڑوں کی برکت سے بہت بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے (مسلم) پس ایسی حالت میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں کی کفایت کے قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا اگلی حدیثوں میں اسیکا ذکر ہے (ع ۲) حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے بعد فرض (عبادت) کے (بیہقی) (ع ۳) ابو کبشہ انماری سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کیلئے ہے (جن میں سے) ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالے نے اسکو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی سو وہ اسمیں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اسمیں اللہ تعالے کیلئے اسکے حقوق پر عمل کرتا ہے یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے الخ (ترمذی) (ع ۴) حضرت ابو سعید خدریؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مال خوشنما خوش مزہ چیز ہے جو شخص اسکو حق کیساتھ (یعنی شرع کیموافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز

دل علی ہذا التعمیم قولہ تعالی و آخرین من دونہم لا تعلمونہم (توبہ) ۱۲ ع ۵ اشارۃ الی تاخر المقصود بالغیر عن المقصود بالذات ۱۲-

موقع میں خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے الخ (بخاری و مسلم) (ملا ۵) عمرو بن العاص سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مال اچھے آدمی کے لئے اچھی چیز ہے (احمد) (ملا ۶) مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ سے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسمیں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دیگا (ملا ۷) حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانہ میں (یعنی صحابہ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا کیونکہ قلب میں دین میں قوت ہوتی تھی اسلئے مال سے قوت حاصل کرنیکی ضرورت نہ تھی اور انکی خرابیوں پر نظر کر کے اس سے دور رہنا پسند کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں وہ مال مومن کی ڈھال ہے (یعنی اسکو بددینی سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وہ قوت نہیں ہیں مال کے نہ ہونے سے پریشان ہو جاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کر لیتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنا لیتے (یعنی ذلیل و خوار سمجھتے اور ذلت سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہو جاتا ہے اب مال کے سبب ہماری عزت کرتے ہیں اور عزت کے سبب ہمارا دین محفوظ رہتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اسکی درستی کرتا رہے (یعنی اسکو بڑھاتا رہے یا کم از کم اسکو برباد نکرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی (اسمیں) محتاج ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونیکے مطلب میں ابھی گذرا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کرسکتا (یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اسکو بیموقع اڑایا جاوے اور وہ پھر بھی ختم نہ ہو اسلئے اسکو سنبھال کر ضرورت ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونیسے پریشانی ہو) (شرح سنہ) آگے حلال مال حاصل کرنیکے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے (ملا ۸) ابو سعید رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (ترمذی و دارمی و دارقطنی) **ف** اسمیں حلال تجارت کی فضیلت ہے (ملا ۹) مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھائے اور اللہ تعالی کے پیغمبر داود علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے (بخاری) اور وہ دستکاری زرہ بنانا ہے جیسا قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی البتہ حرام دستکاری گناہ کی چیز ہے جیسے جاندار کا فوٹو لینا یا تصویر بنانا یا باجے بنانا (ملا ۱۰) ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ نے عرض کیا اور آپنے بھی چرائی ہیں آپنے فرمایا ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا (بخاری) **ف** قیراط دینار کا بیسواں حصہ ہوتا ہے اور دینار ہمارے سکہ سے قریب دس روپیہ کے ہوتا ہے تو قیراط دو پائی کم دو آنہ کا ہوا غالباً ہر بکری کی چرائی اتنی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جسمیں کسی شخص کا کام کیا جائے

۷۸

ف۷ وہی بالاجیر المشترک ۱۲

(۱۱) عتبہ بن المنذر سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کیلئے نوکر رکھ دیا تھا (شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے کیلئے) (احمد و ابن ماجہ) ف یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے اس سے ایسی نوکری کی فضیلت معلوم ہوئی جسمیں کسی شخص کا کام کیا جاوے (۱۲) ثابت بن الضحاک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمین کو) کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اسکا کچھ حرج نہیں (مسلم) ف اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی (۱۳) حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگاوے یا کچھ کھیتی بووے پھر اس سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مواشی کھاوے مگر اس شخص کے لئے وہ (بجائے) خیرات ہو جاتا ہے (یعنی خیرات کا ثواب ملتا ہے) (بخاری ومسلم) ف اس سے کھیتی کرنے کی اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہوا (۱۴) حضرت انس سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا آپ نے اسکے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور انکو نیلام کر کے اسکی قیمت میں سے کچھ اناج اور ایک کلہاڑی خرید کر اسکو دیکر فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچو پھر فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام (قیامت کے دن) تمہارے چہرہ پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو (ابوداؤد و ابن ماجہ) ف اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا ہی گھٹیا ہو اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو مانگنے سے اچھا ہے اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جاوے جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے جس سے اپنی ذلت اور دوسروں پر گرانی ہوتی ہے البتہ اگر دینی کام کیلئے عام خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کیجاوے تو مضائقہ نہیں (۱۵) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنیوالے مومن سے محبت کرتا ہے (عین ترغیب از طبرانی وبیہقی) ف اسمیں ہر حلال پیشہ آگیا کسی حلال پیشہ کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیے آگے اسکا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کیلئے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے (۱۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ (یہود بنی نضیر کے اموال (مراد وہ ہیں جو بدون فتح مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (خرچ کے لئے مخصوص تھے آپ اسمیں سے اپنی بیبیوں کا خرچ ایک سال کا دیدیتے تھے (اور) جو بچتا اسکو ہتیار اور گھوڑوں یعنی جہاد کے سامان میں لگا دیتے (عین بخاری) (۱۷) کعب بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولونگا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤنگا آپ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیے یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گذر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہونے پاتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھکو ملا ہے (عین ترمذی) ف پہلی حدیث سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدر ضرورت کے ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضور کا اسکے لئے مشورہ دینا ثابت

۷۹

عسہ وسمی بالاجیر الخاص ۱۲ عسہ بشرطیکہ دین کی ذلت نہ ہو جیسے مسلمان کسی کافر کی بہت ذلیل خدمت کرے ۱۲

ہوتا ہے (۱۸) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار ہو نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو (رزین بمقاصد حسنہ از سعید بن منصور و احمد و ابن مبارک و بیہقی و ابن ابی شیبہ) ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اسکو چاہئے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے بیکار عمر نہ گذارے باقی دینی کام کرنیوالوں کا ذمہ دار خود خدا تعالیٰ ہے وہ معاش کی فکر نہ کریں یہانتک آمدنی کا ذکر تھا آگے خرچ کا ذکر ہے (۱۹) حضرت مغیرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے (بخاری و مسلم) ف ضائع کرنیکا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے جسکی کچھ تفصیل حدیث ۲۰ کے ذیل میں مذکور ہے (۲۰) انسؓ و ابو امامہؓ و ابن مسعودؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعًا و فرادً) روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑاوے بلکہ سوچ سمجھکر اور سنبھالکر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کیساتھ ضرورت کے موقع میں صرف کرے) تو اس طرح خرچ کرنا آدھی کمائی ہے جو شخص خرچ کرنے میں اسطرح بیچ کی چال چلیگا وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا (رزین بمقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہا) ف اسمیں خرچ کے انتظام کا گر بتلادیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے پھر قرض لینا شروع کر دیتے ہیں جسکے برے نتیجے بیشمار ہیں دنیا میں بھی جو کہ دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی جیسا کہ (۲۱) عبداللہ بن جحشؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارہ میں فرمایا (یعنی جو کسیکا مالی حق کسیکے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اسکے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جاوے اور اسکے ذمہ کسیکا دین آتا ہو وہ جنت میں نہ جاویگا جب تک اسکا دین ادا نہ کیا جاویگا (ترغیب از نسائی و طبرانی و حاکم مع لفظہ و تصحیح حاکم) ف البتہ جو دین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اسکی ادا کرنیکی دھن میں بھی لگا رہا اسکی اجازت ہے (الاحادیث فی الترہیب من الدین من الترغیب) ان حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ مال کا آمد و خرچ اگر شرع کیموافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اسمیں کوئی برائی نہیں اور جہاں برائی آتی ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنے کی اور نسل بڑھانے کی تاکید بھی آئی ہے (کما فی الروح الآتی) پھر بی بی اور اولاد کو دشمن ... بھی فرمایا ہے (تغابن) یعنی جب آخرت سے روکے (جلالین) یہی حالت مال کی ہے اسی لئے فتنہ ہونے میں بھی مال اور اولاد دونوں کا ساتھ ہی ذکر فرمایا (تغابن) یعنی جب آخرت سے غافل کرے (جلالین) بس ان سب کی ایک حالت ہوئی سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو مگر غلام بن کر نہ کہ باغی بن کر۔ یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان کے نام کی ساتھ لفظ عین بڑھا دیا۔

کتبہ اشرف علی۔

۸۰

...روح بستم

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا (یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے روکنے والا نہ ہو اسکے لئے کبھی مصلحت کے درجہ میں اور کبھی ضرورت کے درجہ میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرے)

چنانچہ (۱) ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جسکی بی بی نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپنے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (پھر فرمایا) محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جسکا خاوند نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپنے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو (رزین) **ف** کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بےفکری وہ اس مرد کو نصیب ہے جسکی بی بی نہ ہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جسکے خاوند نہ ہو چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بہت بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی چنانچہ (۲) عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہمسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گھرستی کا بوجھ اٹھانیکی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کر سکتا ہو) اسکو نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے) (ستہ الا مالک) **ف** اسکا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو علاوہ اس مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں (۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے لئے مال لاوینگی (بزار) **ف** یہ بات اسوقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھدار اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں سو ایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھکر کہ میرے ذمہ خرچ بڑھ گیا ہے کمانے میں زیادہ کوشش کریگا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کریگی جو مرد نہیں کر سکتا اور اس حالت میں راحت اور بےفکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے یہ مطلب ہے مال لانیکا (۴) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے آپنے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اسکو دیکھے (دل) خوش ہو جاوے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اسکو بجا لاوے اور اپنی ذات و مال کے بارہ میں کوئی ناگوار بات کرکے اسکے خلاف نہ کرے (نسائی) **ف** خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کتنے بڑے فائدے ہیں (۵) حضرت علیؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینہ میں چکی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان جم گئے اور جھاڑو کی گرد اور چولھے کی دھوئیں سے کپڑے میلے ہو گئے کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی مانگی آپنے فرمایا اے فاطمہ اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو (بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی) **ف** حضرت فاطمہؓ سے بڑی کون ہوگی جو گھر کا کام نہ کرے تو گھر کا انتظام رہنا کتنا بڑا فائدہ ہے (۵) معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اسکا اندازہ ہو سکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اسکی تندرستی سے اور اسکے خاندان کی نکاح کی ہوئی

۸۱

عورتوں سے اسکا اندازہ ہوسکتا ہی کیونکہ میں تمھاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کرونگا (کہ میری امت اتنی زیادہ ہی) (ابوداؤد
ونسائی) **ف** اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہی زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھکر اپنی خدمت گزار اور مددگار و فرمانبردار
اور خیرخواہ ہوتی ہیں (کما ہو مشاہد فی الاکثر) اور مرنیکے بعد اسکے لئے دعا بھی کرتے ہیں (عین مشکوٰۃ باب العلم از مسلم) اور
اگر آگے نیک نسل چلی تو اسکے دینی راستہ پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (روح دوم ص) اور قیامت میں بھی اسطرح
کہ جو بچپن میں مرگئے وہ اسکو بخشوائینگے (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہوکر نیک ہوئے وہ بھی سفارش کرینگے (روح سوم
ص وغیرہ) اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہی جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہی اور قیامت
میں ہمارے پیغمبر خوش ہوکر فخر فرماوینگے سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرنا ہی اور اگر کسی ملک میں شرع کیموافق
باندی مل سکے تو ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہی پس بدون معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے
کی برائی آئی ہی چنانچہ (ع) ابوذرؓ سے روایت ہے کہ عکاف بن بشر تمیمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتمیں آئے آپنے
اُن سے فرمایا اے عکاف کیا تمھاری بی بی ہی عرض کیا نہیں آپنے فرمایا اور باندی بھی نہیں عرض کیا باندی بھی نہیں
آپنے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں آپنے فرمایا پھر تو تم اس حالتمیں شیطان کے بھائی ہو
اگر تم نصاریٰ میں سے ہوتے تو اُن کے راہبوں میں سے ہوتے ہمارا (یعنی اہل اسلام کا) طریقہ نکاح کرنا ہی (یا شرعی
باندی رکھنا) تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں شیطان کے پاس کوئی ہتیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنیوالا ہو ۸۲
عورتوں سے بڑھکر نہیں مگر جو لوگ نکاح کئے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک صاف ہیں (احمد مختصراً) **ف** اُس
حالتمیں ہی جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو سو جب حلال نہ ہوگی حرام کا ڈر ظاہر ہی اور یہ سب فائدے دین کے دنیا کے
جو ذکر کئے گئے پورے طور سے اُسوقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بی بی میں محبت ہو اور محبت اُسوقت ہوتی ہی
جب ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں پھر ان حقوق کا علم بھی ہی اسلئے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا
ہے باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجاوینگے بی بی کے حقوق یہ ہیں (ع) ابوموسیٰ اشعری سے ایک لانبی حدیث میں
روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اُس شخص کی فضیلت فرمائی جسکے پاس کوئی باندی تھی اُسنے
اُسکو دینی ادب و علم اچھی طرح سکھلایا الخ (عین مشکوٰۃ از بخاری و مسلم) **ف** ظاہر ہی کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہے
تو اُسکو علم دین سکھلانیکی کیسی کچھ فضیلت ہوگی اور روح دوم ص میں اسکا حکم قرآن سے مذکور ہوا ہی (ع) ابوہریرہؓ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے حق میں (تمکو) اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں تم اُسکو
قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہی سو اگر تم اُسکو سیدھا کرنا چاہو گے تو اُسکو توڑ دو گے اور اُسکا توڑنا طلاق
دیدینا ہی اور اگر اُسکو اُسکے حال پر رہنے دوگے تو وہ ٹیڑھی ہی رہیگی اسلئے اُن کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو (بخاری
و مسلم و ترمذی) **ف** سیدھا کرنیکا یہ مطلب کہ اُن سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہ ہو سو اس کوشش میں کامیابی

نہ ہوگی انجام کار طلاق کی نوبت آویگی اسلئے معمولی باتوں میں درگذر کرنا چاہئے نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کو خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے اسکا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے (ع ۹) حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے آپنے فرمایا یہ کہ جب تم کھانا کھاؤ اسکو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اسکو بھی پہناؤ اور اسکے مونہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی مونہ پر مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ برا ہے) اور نہ اسکو برا کو سنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہکر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ) (ابو داؤد) (ع ۱۰) عبد اللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار نہ مارے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہمبستری کرنے لگے (بخاری و مسلم و ترمذی) ف یعنی پھر کیسے آنکھیں ملیں گی (ع ۱۱) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم (نابینا) آئے اور یہ واقعہ ہمکو پردہ کا حکم ہونیکے بعد کا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ میں ہو جاؤ ہم نے عرض کیا وہ نابینا نہیں ہے نہ ہمکو دیکھتا ہے نہ ہمکو پہچانتا ہے آپنے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم اسکو نہیں دیکھتیں (ترمذی و ابو داؤد) ف یہ بھی بی بی کا حق ہے کہ اسکو نامحرم سے ایسا گہرا پردہ کرا دے کہ نہ یہ اسکو دیکھے نہ وہ اسکو دیکھے اور اسمیں بی بی کو دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے پردگی کی خرابیوں سے بچی رہیگی اور اسکی دنیا کی بھی حفاظت ہے اسلئے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جسقدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسیقدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے اس سے کم تعلق ہوتا ہے اور پردہ میں یہ خصوصیت ظاہر ہے اسلئے تعلق بھی زیادہ ہوگا اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا حق زیادہ ادا ہوگا تو پردہ میں بی بی کا دنیا کا نفع بھی زیادہ ہوا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے (ع ۱۲) ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسیکو حکم دیتا کہ کسیکو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کیے (ترمذی) ف اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے (ع ۱۳) ابن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نکریگی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نکریگی (ابن ماجہ) ف یعنی صرف نماز روزہ کرکے کوئی نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالی کا حق ادا کر دیا وہ حق بھی پورا ادا نہیں ہوا (ع ۱۴) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کی نماز اس کے سر سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے جب تک وہ اس سے باز نہ آجاوے (اوسط و صغیر طبرانی) یہانتک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہو چکا البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی قوی عذر ہو تو اس حالت میں مرد کیلئے نکاح ضروری رہتا ہے نہ عورت کیلئے اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے (ع ۱۵) ابو سعید رض سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے آپنے اس لڑکی سے فرمایا (نکاح کے بارہ میں) اپنے باپ کا کہنا مان لے اسنے عرض کیا قسم اس ذات کی جسنے آپکو سچا دین دیکر بھیجا ہے میں نکاح نکرونگی جب تک

آپ مجھکو یہ بتلادیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمہ کیا ہی - آپنے فرمایا (اسمین بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہی) اُسنے عرض کیا قسم اُس ذات کی جسنے آپکو سچا دین دیکر بھیجا میں کبھی نکاح نکرونگی آپنے فرمایا عورتونکا نکاح (جبکہ وہ شرعاً با اختیار ہوں) بدون اُنکی اجازت کے مت کرو (بزار) **ف** اسکا عذر یہ تھا کہ اسکو امید نتھی کہ خاوند کا حق ادا کرسکونگی آپنے اُسکو مجبور نہیں فرمایا (عـ۱۶) عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جسکے رخسارے (محنت مشقت سے) بدرنگ ہوگئے ہوں قیامت کے دن اس طرح ہونگے جیسے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہوگئی ہو اور شان و شوکت والی اور حسن و جمال والی ہو (جسکے طالب نکاح بہت سے ہو سکتے ہیں مگر) اُسنے اپنے کو یتیموں (کی خدمت) کیلئے مقید کردیا یہانتک کہ (سیانے ہوکر) جدا ہوگئے یا مرگئے (ابو داؤد) **ف** یہ اُس صورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنیسے بچے برباد ہوجائینگے پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے یہ عذر عورت کیلئے تھے آگے مردونکے عذر کا ذکر ہے (عـ۱۷) یحیی بن ابی قدنے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک سو اسی ۱۸۰ سنہ ہو (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پونے دو سو برس کے قریب گذر جاویں جسمیں فتنوں کی کثرت ہوگی اور بعضی روایت میں دو سو برس آئے ہیں کما فی عین تخریج العراقی علی الاحیاء عن ابی یعلی والخطابی سو اسی کسر کو شمار نہ کرنیسے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا) میں (اُسوقت) اپنی امت کے لئے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں (رزین) **ف** اسکا مفصل مطلب آگے آتا ہی (عـ۱۸) ابن مسعود ابوہریرہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ آدمی کی ہلاکت اُسکی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائینگے اور ایسی باتونکی فرمایش کرینگے جسکو یہ اٹھا نہیں سکیگا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاویگا جسمیں اُسکا دین جاتا رہیگا پھر یہ برباد ہوجائیگا (عین تخریج مذکور از خطابی و بیہقی) **ف** حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی جو کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں انکی نسبت یہ حدیث آئی ہے (عـ۱۹) عیاض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ آدمی دوزخی ہیں (اُنمیں سے) ایک وہ کم ہمت ہے جسکو (دین کی) عقل نہیں جو لوگ تم میں طفیلی بنکر رہتے ہیں نہ اہل و عیال رکھتے ہیں نہ مال رکھتے ہیں (مسلم) اور بیبیونکی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں جنکا حکم بھی ہے اور اُن کے ادا کرنیسے یہ بھی زیادہ امید ہے کہ وہ زیادہ خدمت کرینگے انمیں سے دینی حقوق کا ذکر روح دوم کے عـ۴ و عـ۵ و عـ۶ و عـ۷ میں اور روح سوم عـ۶ و عـ۷ میں ہوچکا ہے اور اُنکا دنیوی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلادے (عـ۲۰) ابن عمر رضسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹونکو تیرنا اور تیر چلانا سکھلاؤ اور عورت کو کاتنا سکھلاؤ (عین مقاصد از بیہقی) **ف** ان تین کا نام مثال کے طور پر ہے مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئیں اور بعض حدیثیں جو دوسری

کتابوں سے لیگئیں اُن کے ساتھ لفظ عین بڑہا دیا گیا فقط اشرف علی - ۸۴

روح بست وپنجم

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا اس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ

یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنیٰ درجہ کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے خاصکر اپنی عمر تو بہت ہی جلد گذر جاتی اور آخرت ایک شاندار چیز اور آنے والی ہے جسمیں موت تو بہت ہی جلد آکھڑی ہوگی پھر لگاتار یہ واقعات ہونا شروع ہو جائیں گے قبر کا ثواب عذاب۔ قیامت کا حساب کتاب جنت دوزخ کی جزا و سزا۔ اسی مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں (ع۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں۔ اور بیٹے ہیں۔ اور لگے ہوئے ڈھیر ہیں سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دوسرے مواشی ہیں۔ اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آویگی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تمکو ایسی چیز بتا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کیلئے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں اُن کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جنکے پائیں میں نہریں جاری ہیں اُن (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو ہر طرح صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (اُن کیلئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آل عمران ع۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز) ختم ہو جاویگا (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہیگا (نحل ع۱۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپکے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں جو ملنا ہے) ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی اعمال صالحہ پر جو جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہونگی اور اُس سے بھی زیادہ ثواب ملیگا بخلاف متاع دنیا کے کہ اُس سے خود دنیا ہی میں امیدیں پوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں (کہف ع۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت وجمال میں اور دنیوی ہنروں میں) اور اموال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے (آگے دنیا کے زوال کو ایک مثال سے بیان کر کے فرماتے ہیں) اور آخرت (کی کیفیت یہ ہے کہ اُس) میں (کفار کیلئے) عذاب شدید ہے اور (اہل ایمان کیلئے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (حدید ع۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ تم دنیوی زندگی کو

۸۵

مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے بدرجہا بہتر اور پائدار ہے (اعلیٰ) (ع۶) مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم دنیا کی نسبت بمقابلہ آخرت کے صرف ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کتنا پانی لیکر واپس آتی ہے .... (اس پانی کو جو نسبت تمام دریا سے ہے وہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے) (مسلم) (ع۷) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک کن کٹے مرے ہوئے بکری کے بچہ پر گذر ہوا آپ نے فرمایا تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ (مردہ بچہ) اسکو ایک درہم کے بدلے مل جاوے لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اسکو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہمکو کسی ادنیٰ چیز کے بدلے بھی مل جاوے آپ نے فرمایا قسم اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جسقدر یہ تمہارے نزدیک (مسلم) (ع۸) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) (ع۹) ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا سے محبت کریگا وہ اپنی آخرت کا ضرر کریگا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کریگا وہ اپنی دنیا کا ضرر کریگا سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی آخرت کو) فانی ہونیوالی چیز پر (یعنی دنیا پر) ترجیح دو (احمد و بیہقی) (ع۱۰) کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جاویں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نکریں جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے (ترمذی و دارمی) ف یعنی ایسی محبت کہ اسمیں دین کے تباہ ہونیکی بھی پروا نہ رہے اور یہ بڑائی چاہنا بھی دنیا کا ایک بڑا حصہ ہے خواہ دینی سرداری ہو جیسے استاد یا پیر یا واعظ بنکر اپنی تعظیم و خدمت چاہتا ہو خواہ دنیوی سرداری ہو جیسے رئیس یا حاکم یا صدر انجمن وغیرہ بنکر اپنی شان و شوکت یا حکومت چاہتا ہو قرآن مجید میں بھی اسکی برائی آئی ہے چنانچہ (ع۱۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ عالم آخرت ہم اُن لوگوں کیلئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ تو (نفس کیلئے) بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم) کرنا چاہتے ہیں (قصص) البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالیٰ کسیکو بڑائی دیدے اور وہ اُس بڑائی سے دین میں کام لے وہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جیسا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت میں فرماویگا کیا میں نے تجکو سرداری نہ دی تھی (مسلم) اس سے بڑائی کا نعمت ہونا ظاہر ہے اور جیسا موسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا (احزاب) اور جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں وجاہت والا فرمایا (آل عمران) یہانتک کہ بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کو سلطنت تک عطا فرمائی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے (ص وغیرہا) بلکہ دین کی خدمت کیلئے خود سرداری کی خواہش کرنا بھی مضائقہ نہیں

۸۶

ے یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملکی خزانوں پر با اختیار ہونیکی خود خواہش کی (یوسف) لیکن باوجود نعمت اور ذمہ ہونے کے
ری اسمیں خطرہ ہی چنانچہ (عـ۱۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس کو
یوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جائیگا کہ اسکی مشکیں کسی ہونگی یہاں تک
تو اسکا انصاف (جو دنیا میں کیا ہوگا) اسکی مشکیں کھلوادیگا اور یا بے انصافی (جو اسنے دنیا میں کی ہوگی)
سکو ہلاکت میں ڈالدیگی (دارمی) ف اسکا خطرہ ہونا ظاہر ہے (عـ۱۳) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
لے اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپکے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہو گیا تھا ابن مسعودؓ نے عرض کیا
رسول اللہ آپ ہمکو اجازت دیجے کہ ہم آپ کیلئے بستر بچھا دیں اور (بستر) بنا دیں آپنے فرمایا مجھکو دنیا سے کیا واسطہ
ری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہی جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جاوے پھر اسکو چھوڑ کر
گے چل دے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) (عـ۱۴) حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں
نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جسکا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہی جسکے پاس کوئی مال نہ ہو اور اسکو (حد
ورت سے زیادہ) وہ شخص جمع کرتا ہی جسکو عقل نہ ہو (احمد و بیہقی) (عـ۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے
ول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اپنے خطبہ میں یہی فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (رزین و
بیہقی عن الحسن مرسلا) (عـ۱۶) حضرت جابرؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۸۷
مایا یہ دنیا ہی جو سفر کرتی ہوئی جارہی ہے اور یہ آخرت ہی جو سفر کرتی ہوئی آرہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند
یں سو اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے فرزندوں میں سے نہ ہو تو ایسا کرو کیونکہ تم آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے
ور کل کو آخرت میں ہوگے اور وہاں عمل نہ ہوگا (بیہقی) (عـ۱۷) ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے یہ آیت پڑھی (جسکا ترجمہ یہ ہی) کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہی اسکا سینہ اسلام کیلئے کھولدیتا
ہے پھر آپنے فرمایا جب نور سینہ میں داخل ہوتا ہی وہ کشادہ ہوجاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اسکی کوئی علامت ہے
جسے (اس نور کی) پہچان ہو جاوے آپ نے فرمایا ہاں دھوکہ کے گھر سے (یعنی دنیا سے) کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کیطرف
(یعنی آخرت کی طرف) توجہ ہو جانا اور موت کیلئے اسکے آنے سے پہلے تیار ہو جانا (بیہقی) (یہانتک دنیا سے دل ہٹانے کا
مضمون تھا آگے آخرت سے دل لگانے اور اسکے خیال رکھنے کا مضمون ہے) (عـ۱۸) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کی قطع کرنیوالی چیز کو یعنی موت کو (ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)
(عـ۱۹) عبد اللہ عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا (بیہقی) ف تحفے سے خوش
ہوتا ہے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ و رسول کے احکام کو بجالاوے کوتاہی پر توبہ کرے (عـ۲۰)
عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے پکڑے پھر فرمایا دنیا میں اس طرح رہو جیسے

گویا تو پردیسی ہے (جسکا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے اسلئے اوس ہے دل نہیں لگاتا) یا (بلکہ ایسی طرح رہ جیسے گویا تو) راستہ میں چلا جارہا ہے (جسکا بالکل ہی قیام نہیں) اور حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آوے تو صبح کیوقت کا انتظار مت کر اور جب صبح کا وقت آوے تو شام کیوقت کا انتظار مت کر الخ (بخاری) (عـ۱۴) براء بن عازب سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤمن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اسکے پاس سفید چہرہ والے فرشتے آتے ہیں انکے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ای جان پاک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل پھر جب اسکو لیلیتے ہیں تو وہ فرشتے انکے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اسکو اوس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اسکو لیکر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گذر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اسکا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا فلانے کا بیٹا ہے پھر آسمان دنیا تک اسکو پہونچاتے ہیں اور اسکے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اسکی ساتھ جاتے ہیں یہانتک کہ ساتویں آسمان تک اسکو پہونچایا جاتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمالنامہ علیین میں لکھدو اور اسکو (سوال جواب کیلیئے) زمین کی طرف لیجاؤ سو اسکی روح اسکے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جسکی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوگی) پھر اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر کہتے ہیں کون شخص ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنیوالا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے میرے بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا اسکے لئے جنت کا فرش کردو اور اسکو جنت کی پوشاک پہنادو اور اسکے لئے جنت کی طرف دروازہ کھولدو سو اسکو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اسکے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا جو بالکل اسکی ضد ہے) (احمد) **ف** اسکے بعد یہ واقعات ہونگے **الف** صور پھونکا جاویگا **ب** سب دوبارہ زندہ ہونگے **ج** میدان حشر کی بڑی بڑی مصیبتیں ہونگی **د** حساب کتاب ہوگا **ہ** اعمال تولے جائیں گے کسیکا حق رہگیا ہوگا اسکو نیکیاں دلائی جائیں گی **و** خوش قسمتوں کو حوض کوثر کا پانی ملیگا **ز** پل صراط پر چلنا ہوگا **ح** بعضے گناہوں کی سزا کیلئے جہنم میں عذاب ہوگا **ط** ایمان والوں کی شفاعت ہوگی **ی** جنتی جنت میں جاوینگے وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کان میں بارہا پڑی ہے اور جس نے نہ سنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے شاہ رفیع الدین صاحب کا قیامت نامہ اردو پڑھ لے۔ ان سب باتوں کو سوچا کرے اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں۔

اشرف علی

۸۸

...وح بست و دوم

گناہوں سے بچنا۔ گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اسمیں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچکر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کو کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہو جاتی ہے اگر ...یا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اسکو ناراض کرنیکی ہمت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ کی ...ساتھ بیشمار ہیں اُسکے ناراض کرنیکی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہو جاوے ...صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے ...یت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اُسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ...یسا روح بست و یکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف سمجھا جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی پھٹکنا ...ہیے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پانو کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ اثر تو سب ...ناہوں میں مشترک ہے اور بعض بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) ...ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے اُسکے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے ...اگر توبہ و استغفار کر لیا تو اُسکا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہو جاتا ہے ...یہی ہے وہ زنگ جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ اُن کے ...وبیر اُن کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے (احمد ترمذی ابن ماجہ) (۲) حضرت معاذ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ...ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گناہ سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے ...احمد) (۳) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلا دوں ...یعنی کہ تمھاری بیماری گناہ ہیں اور تمھاری دوا استغفار ہے (یعنی ترغیب از بیہقی والاشبہ انہ قول قتادہ) (۴) ...سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگجاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اُسکی ...صفائی استغفار ہے (یعنی ترغیب از بیہقی) (۵) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے ...ہ کی سبب جسکو وہ اختیار کرتا ہے (یعنی جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً) ف ظاہر میں یہ محروم ہو جانا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق ...ی برکت سے محروم ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے (۶) عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ...ی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ اُنکو پاؤ ...جب کسی قوم میں بیحیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہونگے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ...ہونگے جو اُن کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کریگی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ...ہونگی اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاویگا اُن سے باران رحمت۔ اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی اُنپر بارش نہ ہوتی ...اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دیگا اللہ تعالیٰ اُنپر اُن کے دشمن کو غیر قوم سے پس چھین لیں گے وہ اُن کے

...کا فسیہ فی الحدیث قولہ تعالیٰ من یعمل سوء یجز بہ ۱۲ سے وہو صحیح فی الحدیث الآتی (ش) ۱۲ سے قال تعالیٰ وذروا ظاہر الاثم وباطنہ ۱۲

۸۹

اموال کو (عین جزاء الاعمال از ابن ماجہ) (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُنکے دلوں میں رعب ڈالدیتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی اُن پر دشمن مسلط کر دیا گیا (مالک) (۸) ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زمانہ آرہا ہے کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلہ میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اُس روز (کیا) شمار میں کم ہونگے آپنے فرمایا نہیں بلکہ تم اُس روز بہت ہوگے لیکن تم کوڑا (اور ناکارہ) ہوگے جیسے رَو میں کوڑا آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دیگا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈالدیگا ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اسکا سبب کیا ہے) آپنے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (ابوداؤد و بیہقی) (۹) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہوں کا) انتقام لینا چاہتا ہے بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہوجاتی ہیں (عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا) (۱۰) ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بادشاہوں کا مالک ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو انپر رحمت اور شفقت کیساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں اُن (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب و عقوبت کیساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ اُنکو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں (اہ مختصراً) (ابونعیم) (۱۱) وہب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کیجاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہونچتا ہے (عین جزاء الاعمال از احمد) **ف** یہ مطلب نہیں کہ سات پشت پر لعنت ہوتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی وہ نہ ملیگی (۱۲) وکیع سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اُسکی تعریف کرنیوالا خود ہجو کرنے لگتا ہے (عین جزاء الاعمال از احمد) **ف** ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں بھی لکھی جاتی ہیں (۱۳) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانیوالے (یعنی لینے والے) پر اور اسکے کھلانیوالے (یعنی دینے والے) پر اور اُسکے لکھنے والے پر اور اُسکے گواہوں پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں (یعنی بعضی باتوں میں) (مسلم) (۱۴) ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجاوے اور اُسپر دَین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اُسکے ادا کرنیکے لئے کچھ نہ چھوڑ جاوے (اہ مختصراً احمد و ابوداؤد) (۱۵) ابی حرہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو ظلم مت کرنا سنو کسیکا مال حلال نہیں بدون اُسکی خوشدلی کے (بیہقی و دارقطنی)

۹۰

ف اسمیں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آگیا جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبا لینا ایسے ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم و لحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آگیا (ع۱۶) سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے ذرا سی بھی لیلے (احمد کی) ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے اُسکو قیامت کے روز ساتوں زمین میں دھسایا جاویگا (بخاری) (ع۱۷) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر (ابو داؤد و ابن ماجہ و ترمذی) اور ثوبان کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور لعنت فرمائی ہے اُس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں معاملہ ٹھہرانے والا ہو (احمد و بیہقی) ف البتہ جہاں بدون رشوت دئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے (ع۱۸) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوے سے منع فرمایا الخ (ابو داؤد) ف شراب میں سب نشہ کی چیزیں آگئیں اور جوے میں بیمہ و لاٹری وغیرہ سب آگئی (ع۱۹) ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لاوے (یعنی عقل میں فتور لاوے) یا جو حواس میں فتور لاوے (ابو داؤد) ف اسمیں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جن سے دماغ یا ہاتھ پانو بیکار ہو جاویں (ع۲۰) ابو امامہ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجکو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا جو ہاتھ سے بجائے جاویں اور جو مونہہ سے بجائے جاویں الخ (احمد) (ع۲۱) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے کسی کا ہاتھ وغیرہ) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اُٹھا (کر جا) نا ہے اور قلب (کا زنا یہ ہے کہ وہ) خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے (الخ مسلم) ف اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں یا ایسے کام کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اور اس حدیث کیساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہئے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں (ع۲۲) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالی کیساتھ شرک کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کرکے اُن) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا (بخاری) (ع۲۳) حضرت انس سے اس حدیث میں بجائے اس کے جھوٹی گواہی دینا ہے (بخاری و مسلم) (ع۲۴) ابو ہریرہ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافر کی)

ع۵ لقولہ تعم اتاتون الرجال ۱۲

جنگ کے وقت (جبکہ شرع کے موافق جنگ ہو) بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو جنکو (ایسی بری باتوں کی) خبر بھی نہیں تہمت لگانا (بخاری ومسلم) (ع۲۵) ابوہریرہ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں زنا کرنا چوری کرنا ڈکیتی کرنا (بخاری ومسلم) (ع۲۶) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں وہ چاروں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جسمیں ایک خصلت ہو اسمیں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اسکو چھوڑ نہ دیگا (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اسکو امانت دیجاوے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے اسکو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے (بخاری ومسلم) اور ابوہریرہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے خلاف کرے (ع۲۷) صفوان بن عسال سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم ارشاد فرمائے انمیں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لیجاؤ کہ وہ اسکو قتل کرے (یا اسپر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو الخ ترمذی وابوداؤد ونسائی) اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ حقارت سے کسیکو ہنسنا۔ کسی پر طعن کرنا۔ برے لقب سے پکارنا۔ بدگمانی کرنا۔ کسی کا عیب تلاش کرنا۔ غیبت کرنا۔ بلاوجہ برا بھلا کہنا۔ چغلی کھانا۔ دورویہ ہونا یعنی اسکے مونہ پر ایسا اسکے مونہ پر ویسا۔ تہمت لگانا۔ دھوکہ دینا۔ عار دلانا۔ کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔ تکبر وفخر کرنا۔ ظلم کرنا۔ ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا۔ کسی کے مال کا نقصان کرنا۔ کسی کی آبرو پر صدمہ پہونچانا۔ چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ بھوکوں ننگوں کی حیثیت کی موافق خدمت نہ کرنا۔ کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا۔ جاندار کی تصویر بنانا۔ زمین پر موروثی کا دعوی کرنا۔ ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا۔ ان امور کے متعلق آیتیں اور حدیثیں روح نہم ونوزدہم میں گذر چکی ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔ کافروں کا یا فاسقوں کا سا لباس پہننا۔ عورتوں کیلئے مردانہ وضع بنانا۔ جیسے مردانہ جوتا پہننا ان کا بیان روح بست وپنجم میں آویگا انشاء اللہ تعالی۔ اور بہت سے گناہ ہیں نمونہ کے طور پر لکھدیئے سب سے بچنا چاہیئے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ (ع۲۸) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اسکا کوئی گناہ ہی نہ تھا (بیہقی مرفوعاً وشرح السنہ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے چنانچہ (ع۲۹) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اسکے بھائی (مسلمان) کا کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا اسکو آج معاف کرلینا چاہیئے اس سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (بخاری) مراد قیامت کا دن ہے) بقیہ (ع۳۰) الخ

الحدیث اکثر اھل الجنۃ البلہ البیہقی فی الشعب والبزار والدیلمی فی مسندیہما والخلعی فی فوائدہ کلھم من حدیث سلامۃ بن روح ابن خالد قال قال عقیل حدثنی ابن شہاب عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وذکرہ وسلامۃ فیہ لین ولم یسمع من جد ابیہ عقیل انما اخذ من کتبہ لکن ھو عند القضاعی من حدیث یحیی بن ایوب ثنا عقیل بہ وجاء عن سھل بن عبد اللہ التستری فی تفسیرہ ھم الذین ولھت قلوبہم وشغلت باللہ عزوجل وعن ابی عثمان قال ھو الابلہ فی دنیاہ الفقیہ فی دینہ

حدیث۔ اکثر جنتی لوگ ابلہ یعنی بھولے ہوتے ہیں اسکو بیہقی نے شعب میں اور بزار اور دیلمی نے اپنے مسندوں میں اور خلعی نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے اور ان سب نے سلامہ بن روح ابن خالد کی حدیث سے روایت کیا ہے سلامہ کہتے ہیں کہ عقیل نے (جو کہ ان کے باپ کے دادا ہیں) کہا ہے کہ مجھ سے ابن شہاب نے حدیث بیان کی حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس حدیث کو ذکر کیا اور سلامہ میں قدرے ضعف ہے اور انہوں نے اپنے باپ کے دادا عقیل سے سنا ہی نہیں صرف ان کی کتابوں سے لیا ہے لیکن یہ حدیث قضاعی کے یہاں یحیی بن ایوب کی روایت سے اسطرح ہے کہ ہم سے عقیل نے یہی حدیث بیان کی ہے (تو انقطاع بھی جاتا رہا) آگے ابلہ کی تفسیر ہے) اور سہل بن عبداللہ تستری سے اسکی تفسیر میں منقول ہے وہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب شیدا اور حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہوگئے ہیں اور ابو عثمان سے روایت ہے انہوں نے فرمایا وہ ہے جو اپنی دنیا میں بے سمجھ ہو اور اپنی دین میں سمجھدار ہو

۷۳

وعن الاوزاعی قال هو
الاعمیٰ عن الشر البصیر
بالخیر اخرجها البیهقی
فی الشعب **ف** و
تری اکثر اهل الله بهذا
الشان واما الانبیاء
علیهم السلام ومن سلک
عباد الله کالانبیاء
فلهم شان اٰخر
من الکیاسة والفراسة
والتیقظ فی کل امر لحکمة
السیاسة التی وکل الله
تعالیٰ الیهم۔

الحدیث اکثروا
ذکر الله حتی یقولوا مجنون
احمد وابو یعلی والبیهقی
فی الشعب وغیرها من حدیث
ابن وهب عن عمرو بن
الحارث عن دراج ابی السمح
عن ابی الهیثم عن
ابی سعید مرفوعاً وصححه الحاکم

اور اوزاعی سے منقول ہے اونہوں نے
کہا وہ وہ شخص ہے جو شر سے نابینا (یعنی بیخبر)
ہو اور خیر کا بینا (یعنی باخبر) ہو ان سب اقوال کو
بیہقی نے شعب میں نقل کیا ہے (مجموعہ اقوال
کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ وہ حق تعالیٰ اور دین
کے ساتھ زیادہ مشغول ہے اسلئے دنیا کی طرف
اوسکو توجہ اور اسکی باتوں کی خبر نہیں رکھتا)

ف تم اکثر اہل اللہ کو اس شان کا دیکھو گے
لیکن حضرات انبیا علیہم السلام اور جو شخص
انبیا کی طرح بندگان خدا کی سیاست و اصلاح
کرتا ہے اونکی دوسری شان ہے یعنی زیرکی
اور فراست اور ہر امر میں بیداری تاکہ حکمت
سیاست مرتب ہو جو خدا نے انکے سپرد کی ہے

حدیث ذکر اللہ اس کثرت سے کرو کہ
لوگ مجنون کہنے لگیں روایت کیا اسکو
احمد اور ابو یعلی نے اور بیہقی نے شعب
وغیرہ میں ابن وهب کی حدیث سے
اونہوں نے عمرو بن الحارث سے اونہوں نے
دراج ابو السمح سے اونہوں نے ابو الہیثم
سے اونہوں نے ابو سعید سے مرفوع
کرکے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان بعض اهل الله

٦٧

والبیہقی من حدیث عمرو بن مالک عن ابی الجوزاء رفعہ مرسلا اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤن **ف** دل علی ان لا یترک الذکر ولا یقل ولا یخفی خوف ملامۃ الطعن اوالریاء وھذا ھو مسلک المحققین علی عکس ما علیہ الضعفاء من الاخفاء والتقلیل ثم یتطرق منہ الشیطان الی حمل علی الترک وھذا کید منہ عظیم یتنبہ لہ اھل البصائر۔

حدیث اکرموا الخبز (فی) المستدرک للحاکم من طریق غالب (بن) القطان عن کریمۃ بنۃ ھمام عن (عائ)شۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ق)ال **ف** ومن ثم تری اکثر (ا)ھل الادب یھتمون بصون الخبز

طرف منسوب کرکے) اور بیہقی نے اسکی تصحیح کی) عمرو بن مالک کی روایت سے وہ ابو الجوزار سے روایت کرتے ہیں اونہوں نے اسکو مرسلاً مرفوع کیا ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔ یہانتک کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ **ف** حدیث اسپر دال ہے کہ کسی کے طعن یا ملامت ریاء کے خوف سے ذکر کو نہ ترک کرے اور نہ اوس کا اخفاء کرے اور محققین کا مسلک یہی ہے برعکس اوس طریق کے جو ضعفاء نے تجویز کیا ہے کہ اخفا کرتے ہیں یا تقلیل پھر اس سے شیطان کو ایک راہ ملتا ہے کہ اوس کو ترک پر آمادہ کرتا ہے اور یہ اوس کا ایک بڑا فریب ہے جسپر اہل بصیرت متنبہ ہوجاتے ہیں۔

حدیث روٹی کا ادب کرو مستدرک میں حاکم سے غالب بن قطان کی روایت سے ہے وہ کریمہ بنت ہمام سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا **ف** اور اسی وجہ سے تم اکثر اہل ادب کو دیکھتے ہو

عن الفردوس ونقل في المقاصد قول بعض العلماء الحنطة اذا ديست اشتكت الى ربها ومنه يكون القحط

کہ روٹی کو پاؤں میں آنے سے بچانے کا بہت اہتمام کرتے ہیں اور مقاصد حسنہ میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ گیہوں جب پاؤں میں آتا ہے تو خدا تعالیٰ سے شکایت کرتا ہے اور اِس کے سبب قحط ہو جاتا ہے۔

۷۷

الحديث ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها ابوداود في الملاحم (بسنده) عن ابي هريرة فيما اعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بهذا وقد اخرجه الطبراني في الاوسط وسنده صحيح ورجاله كلهم ثقات وكذا صححه الحاكم وقوله فيما اعلم ليس لتشكك في وصله بل قد جعل وصله معلوما

حدیث اللہ تعالیٰ اس امت (کی اصلاح) کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص مقرر فرما دے گا جو اِس کے لیے دین کو تازہ کر دے گا اسکو ابوداود نے ملاحم میں (اپنی سند کے ساتھ) ابوہریرہ سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کوئی راوی کہتے ہیں کہ میرے علم میں اسیطرح (موصول) ہے اور اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور سند اسکی صحیح ہے اور اس کے سب رجال ثقہ ہیں اور اسیطرح حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے اور راوی کا یہ کہنا کہ میرے علم میں اسیطرح ہے یہ اس حدیث کے موصول ہونے میں شک کیلئے نہیں بلکہ اپنی نزدیک اس کے موصول ہونیکا یقینی ہونا بتلایا ہے۔

(باقی آئندہ)

ویہ بھی معلوم ہے کہ یہ رات کو کیا کام کرتے ہیں۔ ساری رات تو اپنی آنکھیں پھوڑیں اور دن کو آپسے
ں کریں تو کیا یہہ آدمی نہیں ہیں انکو آرام کی ضرورت نہیں خبردار اگر اب آئے تو ٹانگیں توڑ
وں گا۔ فرمایا ہر شخص کا مزاج حق تعالےٰ نے جدا جدا بنایا ہے۔ تفاوت مزاج کوئی بری چیز نہیں ہے
ر ہونی چاہیئے شرارت نفس نہو اور اوسکی پہچان یہہ ہے کہ جب ہم کسیکو مسئلہ بتلا دیں اور
ں اوسپر ہم کو سخت سست کہیں اور ہمکو غصہ آوے تو یہہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ گستاخی
ر دوسرے شخص کے ساتھ اوس کے مسئلہ بتلاتے پر کی جاوے تو تب بھی غصہ آتا یا نہیں۔ اگر
غصہ آتا تب تو یہ خدا کے واسطے ہے اور اگر دوسرے کے لیے نہیں آتا تو محض نفس کی شرارت
ے اور یہ شفاء غیظ ہے ورنہ مسئلہ تو دونوں جگہ وہی ہے۔ اگر غیظ کا سبب رد حق ہے
دونوں جگہ ہونی چاہیئے۔ اسیطرح اگر خوشی ہو تو اوسکی بھی یہی پہچان ہے کہ اگر خوشی
ں وہ ہی بات دوسرے کو حاصل ہو تب بھی خوشی ہوتی ہے یا نہیں۔

(۱۳۸) فرمایا جو لوگ حالات کو قال سے سمجھنا چاہتے ہیں یہہ اونکی سخت غلطی ہے
یونکہ حالات میں بھی کچھ مبادی حالیہ ہوتے ہیں بدون اون کے پیدا ہوئے کیونکر سمجھ
یں آسکتے ہیں۔ میں نے اپنے بچپن میں ایک چھوٹی سی کتاب دیکھی تھی اوسمیں لکھا تھا
ہ کسی لڑکی نے اپنی سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ ہمیں
ی بتاؤ اوس کتخدا شدہ نے جواب دیا کہ تم جب مجھہ جیسی ہوجاؤگی خود جان لوگی ؎

بیاہ یونہیں جب تمہارا ہووے گا   جب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(۱۳۹) فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے۔ انہوں نے قنوت نازلہ کے بارہ میں دریافت
یا ہے کہ آجکل یہہ نماز میں پڑھنی چاہیئے یا نہیں اور اگر پڑھیں تو ہاتھہ چھوڑ کر پڑھیں یا ہاتھہ باندھکر
ور آسمان کی طرف ہاتھہ اٹھاویں یا نہیں۔ مینے اونکو جواب لکھا ہے بھلا ایسا جواب کیا
سیکو پسند آوے گا۔ مگر اسکی حقیقت تو میں ہی جانتا ہوں آپنے قنوت نازلہ میں تو استفسار
یا جو چنداں ضروری نہیں اور رزائل نفس کے متعلق کچھہ نہ پوچھا جو نہایت ضروری ہیں اور
س کے بعد فرمایا کہ یہہ شخص ایک کم قوم کے ہیں انہوں نے باہر جاکر اپنے کو سید ظاہر کیا
ور نام بھی بدل دیا مجھے معلوم ہوا تو مینے سمجھایا کہ اب مجھہ سے تعلق رکھنے کی یہہ صورت ہے

۶۹

کہ جہاں اپنے کو سید ظاہر کیا ہے وہاں جامع مسجد میں علی الاعلان اپنی قوم کو ظاہر کرو پھر اوس کے بعد جو کچھ پوچھو گے بتلاؤں گا اونہوں نے مجھے لکھا کہ میں نے ظاہر کر دیا ہے میں نے اپنے ایک دوست سے معلوم کیا تو غلط ثابت ہوا خیر اگر یہ لکھدیتے کہ مجھ سے نہیں ہو سکتا تو کچھ مضائقہ نہیں تھا انہوں نے مجھ سے جھوٹ بولا اور اب جو خط قنوت کی تحقیق کے لیے بھیجا ہے اوسمیں بھی چالاکی کی ہے کہ نہ اصلی نام لکھا اور نہ وہ نام لکھا جواب رکھا ہے۔ بلکہ اور ایک تیسرا نام لکھا پہلے تو میں بالکل نہیں سمجھا مگر جب جواب لکھنا شروع کیا تو سمجھ میں آ گیا کہ یہ وہ شخص ہیں اسلئے ایسا جواب لکھا تو اب رہی یہ بات کہ جواب سے اور سوال سے کیا مناسبت ہے تو اس کا ثبوت کلام اللہ میں موجود ہے کقولہ تعالی۔ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس کہ سوال تو کرتے ہیں چاند کے گھٹنے بڑہنے کی علت سے اور جواب ملا ہے اسکی حکمت و فائدہ کا مطلب یہ ہے کہ علت سے سوال مت کرو۔ فائدہ دیکھو تو جو جوڑ یہاں ہے وہ ہی میرے جواب میں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ضرورت سے سوال کرو۔

(۱۴۰) فرمایا کہ ایک شخص کا خط آیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ میرے اوپر قرضہ بہت ہو گیا ہے ہمیشہ دعائیں کرتا ہوں مگر ایک نہیں قبول ہوتی قرآن میں ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں حالانکہ میری دعا قبول نہیں ہوتی سخت پریشان ہوں آپ ہی دعا کر دیجئے آپ اللہ کے نیک بندہ ہیں۔ میں نے لکھا ہے کہ توبہ کرو اللہ تعالے نے تو شیطان تک کی بھی دعا قبول کر لی کہ قیامت تک کیلئے عمر دیدی اور فرمایا کہ لوگوں کو اس سے دہوکا ہوتا ہے انی اجیب دعوۃ الداع اذا دعان چونکہ یہ مطلق ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے جواب دیا ہے بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء کہ اس کے ساتھ مقید ہے اگر خدا چاہے گا اور مناسب ہوگی تو قبول ہوگی دوسری بات کہ کچھ امور تو ایسے ہوتے ہیں کہ اون میں بندہ کے اختیار و کوشش کو دخل ہے اور کچھ ایسے امور ہیں جنمیں بندہ کے اختیار و کوشش کو دخل نہیں تو جن امور میں دخل ہے انمیں کوشش کے ساتھ دعا کرنیسے برکت ہوتی ہے تنہا دعا سے کچھ نہیں ہوتا جیسے کوئی اولاد کیواسطے دعا کرے اور نکاح نہ کرے تو ہرگز دعا قبول نہ ہوگی۔

جو امور غیر اختیاری ہیں جیسے کہ بارش تو دعا قبول ہو جاتی ہے جو ان کے مصلحت کے خلاف
یہ تو ہمارا ہی محاورہ ہے جیسے کہ بچوں سے خوش ہو کر کہدیتے ہیں جو تم مانگو گے وہ ہی
یں گے تو کیا وہ سانپ یا سنکھیا مانگے تو کیا دیدیں گے مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو چیز بچہ
کے مناسب ہوگی وہ دیدیں گے ہاں یہ تفصیل امور دنیاوی میں ہے آخرت کے متعلق
سوال کرے گا وہی عنایت ہوگا کیونکہ وہ مقصود بالذات ہے۔

(۱۴۱) ایک کم سن بچے نے بعد عصر ۲۲ رجب کو حضرت والا کی خدمت میں ایک پرچہ
ش کیا جسمیں اپنی مظلومیت کا اظہار کیا تھا حضرت والا نے اوس کے حالات سنکر اون
شخصوں کو بلایا جو اس پر ظلم کرتے تھے اونمیں ایک نابینا حافظ تھے جو اس بچہ کو اپنے
ن سے ملازم رکھکر اپنی خدمت کے لیے لائے تھے اور ایک مولوی صاحب کہ جو بہت
ت سے اپنی اصلاح باطنی کے لیے خانقاہ میں مقیم ہیں کہ یہ دونوں مجھپر ظلم کرتے ہیں
فظ جی کہانے کو نہیں دیتے فقط ۲۔ روٹی دیتے ہیں اور مجھے سخت مار بھی دیتے ہیں۔ اور وہ
لوی صاحب بہی حافظ جی کو سکھلاتے ہیں اور خود بہی مارتے ہیں اور کئی شخص بطور گواہ
ے بلائے جو اپنی آنکھوں سے اِن کے جور دیکھ چکے تھے اون سے ان دونوں صاحبوں
کے سامنے شہادت لی اب حافظ جی سے دریافت کیا کہ حافظ صاحب آپ اس بچہ پر
کیوں زیادتیاں کرتے ہیں حافظ جی نے کہا کہ اوس میں چوری کا مرض ہے۔ حضرت نے
رمایا میں یہ نہیں پوچھتا کہ اس کے اندر کیا مرض ہے میں تو یہ دریافت کرتا ہوں کہ تمہارے
ندر بہی یہ مرض ہے یا نہیں کہ تم اسپر ظلم کرتے ہو نصف خوراک کہانا دیتے ہو۔ جب حافظ جی
نے صاف جواب نہ دیا تو لڑکے سے کہا کہ تو بتلا سچ سچ کیا بات ہے کسی سے نہ ڈرنا
اوس بچہ نے کہا کہ مجھے روٹی کم دیتے ہیں اور مارتے ہیں اور مولوی صاحب بہی مارتے
ہیں اب حافظ جی سے پوچھا کہ حافظ جی بتلاؤ کہ یہ ٹھیک کہتا ہے یا نہیں حافظ جی نے کہا
ٹھیک کہتا ہے فرمایا پہر کیوں مارتے ہو اسے اور روٹی پیٹ بہر کے کیوں نہیں دیتے
کیا تمنے یہ شرط ٹہیرالی تہی کہ پیٹ بہر کے روٹی نہیں دونگا حافظ جی نے کہا کہ ہم نے
روٹی کم کردی تاکہ چوری کا مرض جاتا رہے فرمایا ارے عقل کے دشمن اس سے تو

۷۱

اور مرض بڑھے گا کہ جب بہو کا ہو گا چوری کرے گا نیز آپ نے یہ چوری کا علاج کسی شرعی
دلیل سے تجویز کیا ہے یا اپنے کسی عالم سے دریافت کیا تھا اور مارنے کو بھی آپ نے چوری
کی سزا کہاں سے تجویز کی ہے اور فرمایا کہ ظالم خدا کا خوف نہیں رہا آنکھیں تو پھوٹ گئیں
دل بھی اندھا کر لیا اب مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولانا آپ نے اس لڑکے کو کیوں
مارا آپ کا کیا قصور کیا تھا آپ کو کیا حق تھا اونہوں نے کہا کہ جی یہ چوری کیا کرتا تھا فرمایا
کیا آپ کا کچھ چورایا تھا فرمایا میرا تو نہیں فلاں صاحب کا حلوئی کھالیا تھا۔ حضرت نے
فرمایا کہ آپ کو کیا حق تھا اگر کچھ کہتے تو وہ کہتے جاؤ دور ہو جاؤ ابھی خانقاہ سے چلے جاؤ
اور اندھے تو ابھی نکل اور پھر فرمایا جاؤ ابھی یہاں سے دور ہو جاؤ دونوں (لے نیاز
پھنکدو ان کا اسباب ابھی نکالدو اور حافظ جی سے کہا کہ جاؤ ابھی اس لڑکے کا کرایہ لاؤ
(مظفر پور کا) ہاں یہ بچہ اکیلا نہیں جا سکتا دو آدمیوں کا کرایہ لاؤ اور اگر بارہ برس کا نہیں ہے
تو نصف کرایہ اس کا اور ایک شخص کا جو اوسکو پہونچا کر واپس آ دے اسے کرایہ دو اور
اگر بارہ برس کی عمر ہے تو ۲۔ کرایہ لاؤ ہم اپنے اہتمام سے پہونچا دیں گے اور لڑکے سے خطاب
کر کے کہا کہ تم آج سے ہمارے یہاں کھانا کھایا کرو اور نیاز میرے سامنے کھلایا کرو اور یہ بھی
فرمایا کہ ان کمبختوں کو فقط ہاہو کرنی آتی ہے یا مبیٹھکر تسبیح گھمانی خدا کا خوف ذرا دل میں نہیں
میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ سے محبت رکھنے والا تو کسی کافر کسی (بلی) کے ساتھ بھی ان
مظالم کو گوارا نہ کرے گا اور پیر آزاد بنتے ہیں مجھے تو اسقدر حافظ جی پر غصہ نہیں کہ یہ معذور
ہیں مگر مولانا کو کیا ہوا ہے پڑھ لکھ کر سب ڈبو دیا حافظ جی چونکہ معذور تھے اس لیے حضرت نے اونکو
۱۵ یوم بیٹھنے کی اجازت دی کہ اسمیں اپنا انتظام کرلو اور جاؤ۔ دوسرے دن مجلس میں حافظ جی کو
حضرت نے نہ دیکھا تو حاضرین میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ آج حافظ جی نہیں آئے اون صاحب نے
کہا کہ وہ خوف کیوجہ سے نہیں آئے کہ شاید میرے جانے سے حضرت کو تکلیف ہوگی تو حضرت نے فرمایا کہ جب
میں نے اونکو ۱۵ یوم کی اجازت دیدی ہے اوسکا تو یہی مطلب ہے کہ ان دنوں میں آکر سنا کریں بعد میعاد البتہ اونکو
نہیں آنا چاہیئے ہاں ان مولوی صاحب کو ہرگز تشریف لانیکی اجازت نہیں کیونکہ ان کو ایکدن بھی اجازت
نہیں ہے اوس کے بعد حضرت والا حافظ جی کو مظالم اور بخل کی برائیاں سمجھاتے رہے۔

۷۲

(باقی آئندہ)

(ترجمہ یہ دخول جہنم اسوجہ سے ہوا کہ یہ لوگ جب ان سے کہا جاتا تہا کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے خدا کی تو تکبر کرتے تہے اپنے خدائے تعالیٰ کی خدائی کو اور توحید کو نہیں مانتے تہے) اور کہتے تہے کہ کیا ہم اپنے اور معبودوں کو ایک شاعر پاگل کے (یعنی نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہنے سے چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ شاعر اور مجنون کہنا اون کا غلط تہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق بات کو لائے تہے اور اور پہلے رسولوں کے ہمزبان تہے دیکہئے لا الہ الا اللہ کے ساتہ حضور کی رسالت کس صراحت کے ساتہ اس آیت میں موجود ہے۔ اب اگر کوئی یوں کہے کہ لفظ محمد رسول اللہ تو نہیں آیا تو اس کا کچہہ علاج نہیں کیونکہ اگر یہی لفظ بجنسہ آجاتا تب بہی یہ کہنے کی گنجائش رہ سکتی تہی کہ عربی زبان میں آیا اردو میں یا انگریزی یا سنسکرت میں تو نہیں آیا۔ جب مضمون رسالت کا موجود ہے تو عنوان کی تخصیص محض مغالطہ ہے۔

چوتہی آیت کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم وشھدوا ان الرسول حق۔ (ترجمہ) کیسے ہدایت کرے گا اللہ اوس قوم کو جس نے کفر کیا بعد ایمان کے اور اقرار کر چکے تہے کہ رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں۔ اس آیت میں بہی توحید کے ساتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کہلے الفاظ میں مذکور ہے۔

غرض کلمہ طیبہ کے دونوں جزو یکجا بہی قرآن کی بہت سی آیتوں میں موجود ہیں گو یکجا ہونے کی ضرورت مطلق نہیں قرآن میں متفرقا ہونا بہی رسالت کی تصدیق کی ضرورت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

ہماری اس تقریر سے چند وہ مواقع معلوم ہو گئے جنہیں قرآن پاک میں کلمہ کے دونوں جزو یکجا مذکور ہیں اور اسی کے لیے ہم نے مختصراً چند آیتیں پیش کی ہیں قرآن میں ایسی آیتیں اور بہت ملیں گی جنہیں دونوں جزو یکجا ہوں اور اس سے مراد ہماری بلا واسطہ ہے۔ یعنے خاص آیات قرآنی ہی میں دونوں جزوں کا یکجا ہونا۔ اور اگر بلا واسطہ کی قید کو اٹہا دیا جاوے تب تو ہزاروں جگہ دونوں جزوں کا یکجا ہونا نکل آئے گا۔ بیان اس کا یہ ہے کہ جب قرآن نے تصریح کر دی کہ ما اتاکم الرسول فخذوہ یعنے جو بات تمکو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بتادیں تو اوسکو لے لو۔ اور یہہ بہی فرمادیا

(۲) دوسری غلطی معجزات کے متعلق ہے جس کی حقیقت ایسے امور ہیں جنکا وقوع بلاواسطہ اسباب طبعیہ کے ہوتا ہے۔ سو علوم جدیدہ بلا دلیل ان کے وقوع کے بھی منکر ہیں۔ اور اسی بنا پر جو معجزات نصوص میں مذکور ہیں اونمیں تاویل بعید جسکو تحریف کہنا بجا ہے کر کرا کر اون کو امور عادیہ بنایا جاتا ہے۔

---

(۲) وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یعنے جو کچھ ہمارے رسول فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں فرماتے وہ سب وحی ہی ہوتی ہے۔ وغیرہا من الآیات الکثیرۃ تو حدیث صحیح میں جو کچھ آیا ہو وہ بواسطہ ان آیات کے سب قرآن ہی میں داخل ہے ظاہر ہے کہ پارلیمنٹ کے فرمودہ حکم کی مخالفت اور پارلیمنٹ کے مقرر کردہ وایسرائے کے حکم کی مخالفت ایک ہی حکم میں ہے۔ اور حدیث میں سینکڑوں جگہ کلمہ طیبہ کے دونوں جزو یکجا آئے ہیں بلکہ ہر جگہ یکجا ہی آئے ہیں اور اگر کہیں صرف ایک جزو آیا ہے تو بطور اختصار او سپر اکتفا کیا گیا ہے نہ یہ کہ صرف ایک ہی جزو کو اصل ایمان قرار دیا ہے جیسا کہ ادنی علم و فہم رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ غرض کلمہ طیبہ کے ہر دو جزو قرآن میں بواسطہ بلاواسطہ یکجا موجود ہیں۔ اور یہ صرف مغالطہ ہے کہ قرآن میں ہر دو جزو یکجا نہیں ہیں۔ اور اسکو ہم پھر دہراتے ہیں کہ معترض کا جواب اوس کے مذاق کے موافق دینا ضروری نہیں۔ تو جب کوئی ملحد کہے کہ کلمہ طیبہ کے دونوں جزو قرآن میں یکجا نہیں تو اوس کے مذاق کا اتباع کرنا اور اسکی کوشش کرنا کہ قرآن میں یکجا ہونا ثابت کریں بے سود اور التزام مالایلزم ہے ہمنے تبرعا اور تنشیط طبع ناظرین کے لیے اور مزید اطمینان کیواسطے یکجا ہونا بھی ثابت کر دیا

۱۹۰

دوسری غلطی نبوت کے متعلق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو خلاف عقل سمجھکر اون کا انکار کیا جاتا ہے لیکن چونکہ ہمارے تعلیم یافتہ بھائیوں کے ساتھ مسلمان ہونیکا نام لگا ہوا ہے۔ لہذا صاف الفاظ میں یہ نہیں کہتے کہ معجزہ کوئی چیز نہیں بلکہ ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ سائنس کے خلاف بھی نہو اور معجزہ کا بھی صاف انکار نہو وہ یہ کہ جن

(۱) اکثر کو تو بالکل غیر عجیب واقعہ جیسے اِضْرِبْ بِعَصَاکَ الْحَجَرَ وغیرہ۔ اور جہاں غیر
عجیب نہ بن سکے وہاں مسمریزم کی نوع میں داخل کیا جاتا ہے۔

(۲) معجزات کا ثبوت قرآن سے ہے انہیں جہاں تک ہوسکتا ہے بعید سے بعید معنے
پیچ پیچ دیکر لے لیتے ہیں تاکہ وہ کوئی عجیب بات نہ رہے اور جہاں کوئی بعید سے بعید معنے
بھی نہیں ملتے اور واقع میں وہ معجزہ بالکل عجیب ہوتا ہے جو ان کی عقل میں نہیں آتا تو اوسکو
مسمریزم کی قوت کا اثر کہہ کر دل کو سمجھا لیتے ہیں۔ غرض سائنس کے انکار کی جرأت نہیں کرتے
آیت کی تحریف کی جرأت کر لیتے ہیں اور جن معجزات کا ثبوت حدیث یا تاریخ سے ہے انکا
تو انکار ہی کرتے ہیں حدیثوں کی نسبت کہدیا کہ ان کا کیا اعتبار یہ تو تین سو برس کے بعد بنائی
گئی ہیں۔ اور تاریخ کا انکار تو کچھہ بات ہی نہیں ہے۔

ہم اول معجزہ کی حقیقت بیان کرتے ہیں پھر اُن پر جو اشکال کیے جاتے ہیں اونکی تردید

۱۹۱

کریں گے۔ معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالی جیسا کہ عالم میں ہر چیز کو کسی سبب عادی کے
بعد پیدا کرتے ہیں کسی وقت اپنے کسی پیغمبر کی خصوصیت اپنے ساتھ دکھانے اور اون کی
سچائی ثابت کرنے کے لیے اون کے ہاتھ سے کسی چیز کو بلا واسطہ سبب عادی کے محض ارادہ
سے پیدا کر دیتے ہیں۔ عادۃ اللہ اوسکو بواسطہ سبب کے پیدا کرنے کی تھی مگر اس وقت
اوسکو عادت کے خلاف بلا واسطہ سبب کے پیدا کر دیا اسیواسطے معجزہ کو خارق عادت کہتے
ہیں جس کا ترجمہ عادت کو پھاڑنے والا بلفظ دیگر خلاف عادت ہے۔ علوم جدیدہ کی
نظر چونکہ طبعیات ہی تک محدود ہے اسوجہ سے مشاہدات کے سوا کوئی چیز اسمیں
نہیں ہے اور مشاہدات کا وجود اکثر کسی سبب کے بعد ہوتا ہے اور معجزہ سے کسی شے
کا وجود بلا واسطہ سبب کے ہوتا ہے لہذا علوم جدیدہ میں معجزات کا انکار کیا گیا ہے۔
اور ابناء زمان علوم جدیدہ کا لوہا مانے ہوے ہیں اسوجہ سے انپر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایسے
متحیر ہوتے ہیں کہ سوائے انکار کے کچھہ بن نہیں پڑتی مگر مسلمان کہلانے کی وجہ سے صاف
انکار نہیں کر سکتے لہذا ایسی تاویلوں سے من سمجھوتا کرتے ہیں جن کی حقیقت تحریف ہے

(۷) اور جہاں کوئی تاویل بھی نہیں بن سکتی وہاں اس سے دل کو سمجھا لیتے ہیں کہ یہ اثر ایک قسم کی مسمریزم کی قوت کا ہے۔ تاویل کی مثال یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا معجزہ نقل فرمایا ہے واذ استسقی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا یعنے ایک دفعہ بنی اسرائیل کو پانی کی سخت ضرورت ہوئی اور موسےٰ علیہ السلام نے حق تعالےٰ سے دعا کی اور حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو چنانچہ پتھر پر عصا مارا تو فوراً ہی اوس پتھر میں سے بارہ چشمے پانی کے پھوٹ نکلے (بنی اسرائیل میں بارہ خاندان تھے ہر ایک کے لیے الگ الگ چشمہ حق تعالیٰ نے نکال دیا) یہ واقعہ ابناء زمان کی سمجھ میں نہیں آتا لہذا اس آیت کے معنے میں ایسی تاویل کی کہ بالکل عجیب تر ہے اور سمجھ میں آنے لگے وہ یہ کہ اضرب بعصاک الحجر کے معنے یہ ہیں اپنی لاٹھی ٹیک کر پتھر پر چڑھ جاؤ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے وہاں دیکھا کہ بارہ چشمے پانی کے بہہ رہے ہیں۔ پہاڑوں پر چشمے پانی کے ہوتے ہی ہیں اسمیں کوئی تعجب کی بات نہیں اس شخص نے اپنے نزدیک بڑا کام کیا کہ سائنس اور قرآن کو مطابق کر دیا۔ مگر درحقیقت سخت غلطی کی کیونکہ قرآن میں ایسی توڑ مروڑ کی جس کی نظم قرآنی میں بالکل گنجائش نہیں اور جس سے بلاغت تو غت ربود ہو گئی یہ نظم قرآنی ایک عامیانہ کلام بھی نہیں رہا۔ یہ مانا کہ اضرب ضرب سے مشتق ہے اور ضرب کے معنے رفتن بروئے زمین بھی آتے ہیں لیکن ایک لفظ کا ترجمہ لغت کے اعتبار سے بن جانا اور بات ہے اور ترکیب اور محاورہ میں صحیح ہو جانا اور بات ہے۔ اضرب کا ترجمہ کہیں کلام عرب میں زمین پر چل آگیا ہوگا لیکن اضرب بعصاک الحجر میں اضرب کا ترجمہ کسی گنوار نے بھی زمین پر چلنے کا نہیں کیا۔ اور حجر پتھر کو بیشک کہتے ہیں مگر پہاڑ کو نہیں کہتے اگر کوئی کہے پتھر اوٹھالاؤ تو اس کا مطلب یہ کوئی نہیں سمجھیگا کہ پہاڑ اوٹھالاؤ تو یہ دوسری غلطی ہے اس ترجمہ سے آیت قرآنی بالکل کالستھوں والی فارسی ہو گئی۔ کسی کالستھ نے اس عبارت کا کہ (ایک عورت دکان پر گوبر مل رہی تھی ہر چند بلایا مینے مگر نہ آئی)

۱۹۲

(باقی آئندہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت وفیاضی کا بیان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سخاوت وفیاضی میں عدیم النظیر تھے آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ ابو صالح نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہونچایا جسقدر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع پہونچایا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سنکر رو پڑے اور کہا کہ میں اور میرا تمام مال یا رسول اللہ آپ ہی کا ہے۔ ایک اور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے بلکہ ایک حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال ہی کی طرح اپنا مال سمجھکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو خرچ کیا کرتے تھے موسیٰ بن عمیر قریشی نے شعبی سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے جب آیہ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِیَ[۱] نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لوگوں کے سروں پر لاد کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال بہت پوشیدگی کے ساتھ لائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کے رسول کے وعدہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری جان آپ پر فدا ہو جائے اور میرے گھر والے آپ پر فدا ہو جائیں جس نیکی کی طرف ہم جانا چاہتے ہیں آپ اس میں ہم سے سبقت لیجاتے ہیں (کذا فی اسد الغابہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حکم فرمایا کہ ہم کچھ مال تصدق کریں میں نے دل میں یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ میں آج ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر تصدق کروں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لے آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت

[۱] پوری آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم لوگ صدقہ ظاہر کر کے دو تو وہ بھی اچھا ہے اور چھپا کے دو تو وہ تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے۔

فرمایا اپنے اہل وعیال کے واسطے کتنا چھوڑا عرض کیا کہ نصف چھوڑ آیا ہوں اتنے میں ابوبکر صدیق رض اپنا کل مال لیے ہوئے تشریف لائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اہل وعیال کے لیے بھی چھوڑ آئے کہا کہ ان کے پاس اللہ اور رسول کافی ہیں۔ تب میں نے سوچا کہ میں کسی بات میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم موجود تھے آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ پر خرچ کر دیے۔ نیز ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کر کے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس وقت اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار روپیہ تھا انہوں نے سب کا سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اور سات غلام آزاد کیے جن پر اللہ کی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا انہوں نے حضرت بلال کو آزاد کیا اور عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ اور نہدیہ کی لڑکی، بنی مومل کی لونڈی اور ام عُبَیس کو آزاد کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بھی تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک عبا جس میں کانٹا لگا کر اپنا سینہ ڈھکتے تھے پہن رکھی تھی اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آج خلاف معمول یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق عبا میں کانٹا لگائے تشریف رکھتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبرئیل! آج انہوں نے مجھ پر اپنا کل مال خرچ کر دیا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ خداوند تعالیٰ ابوبکر صدیق پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے ابوبکر! تمہیں جو میری وجہ سے مفلسی و تہیدستی ہو گئی ہے تم اس بارے میں مجھ سے راضی ہو یا ناخوش حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اور اپنے مربی و مولا سے ناراض (اور بار بار بطور ارباب وجد اور شوق کے شوق میں آ کر یہ نغمہ بار بار گاتے تھے، اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ۔ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ (یعنی میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں) اور بہت سی روایتیں اس کے مثل بھی وارد ہوئی ہیں۔

اسی کی مثل اور بہت سی روایتیں آئی ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام

[illegible]ب جبکہ اس طرز کا اس میں ایک کانٹا لگاتے ہیں پہن کر نازل ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ
[illegible]سلم نے فرمایا جبرائیل! یہ کیا ڈھنگ ہے؟ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو حکم دیا
[illegible]ہے کہ وہ اسی لباس میں ملبوس ہوجائیں جس میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں ح

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق تاریخ الخلفاء میں
[illegible]کلمات ارقام فرمائے ہیں اسکی سند بالکل ضعیف ہے اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو اس سے
[illegible]نیز بھی لوگ اسکو روایت کرتے اس روایت سے اعراض کرنا بہتر ہے حسن بصری فرماتے ہیں
[illegible]ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ صدقہ لائے اور اوسکی مالیت چھپا کر عرض کیا کہ حضور
[illegible]میرا صدقہ ہے واللہ مجھے اب اللہ تعالیٰ ہی کا سہارا کافی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
[illegible]عنہ بھی اپنا صدقہ لائے اور مالیت ظاہر کر کے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا ہی سہارا کافی ہے
[illegible] کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے صدقہ میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم
[illegible]دونوں کے الفاظوں میں فرق ہے۔

۱۱۳ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے
[illegible]میرا کچھ احسان نہیں رہا۔ سب کا بدلہ اتار دیا مگر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا احسان
[illegible]البتہ میرے ذمہ باقی ہے اس لیے اون کا اتنا بڑا احسان میرے ذمہ باقی ہے کہ اس کا بدلہ قیامت
[illegible]کے دن اللہ تعالیٰ ہی دیں گے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہونچایا جسقدر ابوبکر (رضی اللہ
[illegible]عنہ) کے مال نے پہونچایا ہے۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
[illegible]ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کسی شخص
[illegible]نے احسان نہیں کیا اونہوں نے اپنی جان سے بھی میری غمخواری کی، مال سے بھی مدد کی
[illegible]اور اپنی بیٹی سے بھی میرا عقد کر دیا۔ نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ
[illegible]میں ایک دن جناب والد صاحب مدظلہ کو لیکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
[illegible]حاضر ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بڑے میاں کو کیوں تکلیف دی؟
[illegible]میں خود آجاتا۔ میں نے عرض کیا آپ کے تکلیف دینے سے تو ان ہی کا آنا بہتر ہے آپنے
[illegible]فرمایا مجھ پر تمہارے اسقدر احسانات ہیں کہ تمہارے والد کو تکلیف دینا میں گوارا نہیں کر سکتا۔

آیات مناقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے محامد او صاف بیشمار ہیں جن کا تفصیلی لباس میں جلوہ آرار عالم کرنا مجھ جیسے بے مایہ کے قلم سے ناممکن ہے اور قریب محال ہے ؎

پشہ چہ باشد کہ پرد و بر فلک
مور چہ باشد کہ دود با ملک"

آیات قرآنی اور احادیث نبوی آپ کے فضائل میں بکثرت وارد ہیں علاوہ ان آیات کے جو بالعموم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت پر صراحۃً یا کنایۃً دال ہیں وہ آیات جن سے مفسرین فضائل جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ثابت کرتے اور اس مدعا پر دلیل لاتے ہیں ذیل میں ذکر کیجاتی ہیں۔

۱۱۴ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

(واعلموا سورۂ توبہ)

اگر تم نہ مدد کروگے نبی کی تو (کچھ پروا نہیں) اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی جبکہ کافروں نے انکو نکالا اس حالت میں کہ اون کے ہمراہ ایک شخص اور تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور جبکہ وہ اپنے ساتھی کو کہہ رہے تھے کہ تم رنجیدہ نہو بیشک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے پس اللہ نے اپنا سکینہ نازل کیا اور اس کی مدد کی ایسے لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سکینہ کبھی زائل نہیں ہوئی لہذا یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں علمائے شیعہ نے بھی صاحب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو تسلیم کیا ہے چنانچہ تفسیر خلاصۃ المنہج میں جو مذہب شیعہ کی معتبر تفسیر ہے اس آیت اذ اخرجہ الخ کا ترجمہ اس طرح تحریر ہے۔

وقتیکہ بیرون کردند اورا کافران یعنی قصد اخراج او

یعنی جبوقت نکالا ان کو کافروں نے یعنی ان کو

(باقی آیندہ)

رعایتی اعلان

صرف خریداران الہادی کیواسطے ۱۰ ربیع الثانی سے ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ تک مندرجہ ذیل کتب میں رعایت رہیگی

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
کتب مصنفہ حضرت حکیم الامۃ مدظلہ			حق السماع	۲ر	۱ر
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب	عیر	۲عہ	الخطاب الملیح	۲ر	۱ر
مسائل السلوک مع رفع الشکوک	۲عہ	عہ	فروع الایمان	۴ر	۲ر
تنویر السراج فی قصۃ المعراج	۱۰ر	۷ر	قصد السبیل	۲ر	۱ر
احکام التجلی	۳ر	۲ر	شوق وطن	۴ر	۳ر
التشرف بمعرفۃ الاحادیث تصوف حصہ اول	عہ	۱۲ر	صفائی معاملات	۲ر	۲ر
التکشف عن مہمات التصوف	صہ	۱۲عہ	طریقہ مولد شریف	۱ر	۰ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد	۴ر	۳ر	القول الصواب	۲ر	۱ر
اصلاح الرسوم	۶ر	۴ر	کلید مثنوی دفتر اول کی پہلی جلد	عار	۲عہ
اعمال قرآنی کامل ہر سہ حصص	۵ر	۳ر	،، ،، دوسری جلد	عار	۲عہ
الانتباہات المفیدہ	۹ر	۶ر	،، دفتر دوم کامل در دو جلد	ے	۱۲عہ
اغلاط العوام	۱۰ر	۱ر	،، دفتر ششم کامل در سہ جلد	ہے	۱۲عہ
اکسیر فی اثبات التقدیر	۱۲ر	۸ر	تسہیل المواعظ کی دوسری جلد کے گیارہ وعظ	۱۵ر	۱۱ر
اخبار الزلزلہ	۱ر	۰ر	تربیۃ السالک	۶ر	۴ر
بہشتی زیور قدیم دس حصص	عا	۴عہ	حقوق الاسلام	۱ر	۰ر
بہشتی گوہر	۸ر	۵ر	وعظ التبشیر	۳ر	۲ر
تعلیم الدین	۸ر	۶ر	،، الصلوٰۃ	۳ر	۲ر
تجوید القرآن	۱۰ر	۱ر	،، الحیوٰۃ	۳ر	۲ر
جزاء الاعمال	۲ر	۲ر	تجارت آخرت	۲ر	۱ر

(نوٹ) فہرست ہذا میں صرف کتابوں کے نام ہی درج کئے ہیں اگر کتاب کی کیفیت دیکھنی ہو تو بڑی فہرست جو محرم ۱۳۴۸ھ کے رسالہ میں ارسال کی ہے اُسمیں ملاحظہ ہو۔ فقط

نام کتاب	وصلی قیمت	حاشی قیمت	نام کتاب	وصلی قیمت	حاشی قیمت
دعوت عبدیت کی جلد ششم	۸عہ	۱۲ر	ترجمہ موطا امام محمدؒ	ےر	۱۲عہ
دس وعظوں کا مجموعہ			ترجمہ تحفۃ المفکر	۱۰ر	[illegible]
ترجمہ کتاب ترغیب و ترہیب حصہ اول	۱۰ر	۷ر	مجموعہ زواجر ہندی	۸ر	۷ر
،، کتاب الصلوۃ۔ حصہ دوم	۴عہ	۱۵ر	فتاوے عزیزی اردو	ےر	۱۰عہ
،، کتاب الجمعہ ،،	۲ر	۱۰ر	حصن حصین مترجم	عہ	۸عہ
،، کتاب الصدقات حصہ سوم	۱۲ر	۹ر	زلزلۃ الساعۃ ترجمہ قیامت نامہ	۰	۰
بیان اللامرا ترجمہ تاریخ الخلفاء	۶	۸عہ	شاہ رفیع الدین صاحبؒ	۴ر	۳ر
فتوح الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام	۴ےر	۴عہ	عقد انامل	۱۰ر	۵ر
سفرنامہ ماشا	۱۰ر	۷ر	الہارون	۸عہ	عہ
تاریخ نجد و حجاز	۸عہ	۱۵ر	سفرنامہ ابن بطوطہ	ےر	۱۲عہ
امیر الروایات	عہ	۱۲ر	الدر المنضود	۱۰ر	۸ر
تفسیر حل القرآن	عہ	۲۰ر	احسن المواعظ	۸عہ	۴عہ
تفسیر موضح القرآن	للعہ	ےر	افضل المواعظ	۲عہ	۸عہ
تفسیر عزیزی پارہ عم	عہ	۴عہ	فتاوے رشیدیہ حصہ اول	۱۲ر	۱۰ر
،، ،، پارہ تبارک الذی	۶	عہ	،، ،، ،، دوم	۱۲ر	۱۰ر
مشارق الانوار	۶	۶	،، ،، ،، سوم	۱۲ر	۱۰ر
شرح وقایہ اردو	للعہ	ےر	مالابد اردو	۴ر	۳ر
احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق	عہ	عہ	مفتاح الجنۃ	۴ر	۳ر
ضمان العشر دروس	۲ر	لہ	عقائد الاسلام ترجمہ فقہ اکبر	۴ر	۳ر
تحفۃ الزوجین	۴ر	۳ر	علاوہ اس کے فہرست کلاں منگا کر ملاحظہ کریں		